

لکھنؤ پریس میں شائع ہوا ہے

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ  
تَقْوِيمٍ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ  
إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ  
فَإُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ

الحمد لله الذي هدانا لهذا  
ما كنا لنخلق ما مع العقابيدافع المفاسد

مستطاب  
عقد المراءى  
در بیان

حسن العفا

مردم

از انفاست فخر مولوی غلام قادر سیدی عفی عنہ  
 پتھر لکھنؤ از انفاست حسن حنفی متعلقہ مولوی حکیم شاہی

یہ اجازت کوئی صاحب مدظلہ ہے۔ (مجلس حکمت پر یہی لاہور میں چھپا)

قیمت فی حصہ ۸۰

مقام در محرابین است

کتاب فی سبب و سبب علی قتل صاحب بیهوشی کی حافظ و زنده عمر اینک طاعت و حقیقت مسجد مبارک شاهی و در راه شیرازی از الم محمدی لوطی و حیدر علی

五



## ثبوت رسالت نبی کریم صلی علیہ وسلم و بیان افضلیت

سب مخلوقات پر رسالت آپ کی کتاب اور سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے اور ایمان لانا براخبار حضرت بلاریب اول درجہ ایمان کا ہے جیسے صدیق اکبر کا ایمان اور جعفر تردد ہو اسی قدر درجہ ایمان کا کم ہوتا ہے اور شہادت رسالت کی بطریق وحی افضل ہے شہادت مشاہدہ سے جیسا کہ قصہ خزیمہ سے ثابت ہے کہ خزیمہ نے ایک معاملہ میں شہادت بنا کر دی مخط حضرت کے قول پر تصدیق کر کے شہادت ادا کی اس سبب اس کی شہادت بمنزلہ دو شہادت کے اسلام میں مانی گئی قصہ یہ تھا کہ حضرت صلعم نے کسی اعرابی سے شستر خرید لیا تھا اور قیمت ادا کر دی تھی دو سکرون وہ اعرابی اگر قیمت کا طالب ہوا حضرت نے فرمایا میت ادا کی گئی ہے اس نے شہادت طلب کی خزیمہ نے شہادت ادا کی کہ حضرت نے قیمت ادا کی ہے وہ چپ ہوا حضرت نے فرمایا کہ خزیمہ تو تو حاضر نہیں تھا شہادت کیسی ادا کی عرض کیا کہ آپ قیامت کی اور آسمان کی خبریں دیتے ہو اون پر ہم تصدیق کرتے ہیں اس خبر پر کس طرح تصدیق نہ کرتا حضرت نے خزیمہ کی شہادت بمنزلہ دو کس کے مقرر فرمائی اس واسطے زبیر بن ثابت جب قرآن شریف جمع کرنے لگے تو ہر آیت کو دو دو چار صحابی سے شکر لکھتے تھے مگر آیت شریف لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ الخ صرف شہادت خزیمہ کے ساتھ لکھی علامہ شیخ تقی الدین نے منسب فرمایا

کو اول پردہ نور سے صورت محمدیہ ظاہر ہوئی اسی سبب ہر بات میں حضرت اول ہیں شیخ محی الدین قدس سرہ نے فرمایا کہ اول ہر بار میں صورت حضرت کی ظاہر ہوئی حضرت نے فرمایا میں بنی تھا اور آدم علیہ السلام پانی سخی میں متفرق تھے یعنی میں اپنی نبوت کو جانتا تھا جب کہ صورت انسان کی عناصر میں پراگندہ تھی اور حضرت کو علم جمیع مفصل ہر تہہ آئندہ کا تھا علم اپنی صورت کا جامع جمیع علوم کا تھا کہ دنیا میں حاصل ہو گا اور یہ منصب اس واسطے خدا تعالیٰ نے عطا کیا تا کہ وہ اپنے نفس پر اس مرتبہ کا حکم فرما دین بنی کو جب تک اپنی نبوت نہ معلوم ہو تو دوسرے کو اپنی نبوت کا کیا ارشاد فرما دے امتد تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر آسمان میں اس کا حکم ہو پیدا یعنی ہر آسمان میں صورت انسان کی ہے جو اس کو پہنچ سرفرازی الہی کا کرتی ہے حضرت کو علم ہدایت حاصل ہوا بلا واسطہ حاصل ہوا اس واسطے درمیان حضرت اور امتد تعالیٰ کے کوئی صورت بھلی علوم کا نہیں اسی مرتبہ میں فرمایا انا سید ولد آدم ولا فخر یعنی میں الفخ انسان کا سرور ہوں اور کوئی فخر کی بات نہیں اور مرتبہ رسالت اور خلافت میں منسب فرمایا انا بشرا مثکم یعنی میں بصورت انسان ہوں تھا جسے جیسا پس مرتبہ عالی نبوت کا برتر از مرتبہ صورت انسان ہے یعنی لطیفہ روحانی جب ملا فرمایا تو صورت انسانی محکوم احکام افلاک پانی جیسے جملہ بنی آدم محکوم حکام افلاک کے ہیں تو اس مرتبہ میں فرمایا انا بشرا مثکم اور ہر ایک سے پنا مانگی پس ہر مرتبہ میں مطابق اس مرتبہ کے ہے دنیا میں اس مرتبہ روحانی کی حکایت فرمائی شیخ محی الدین فرماتے ہیں کہ انسان کی صورت افلاک و عناصر اور مرکبات اور لوح اور قلم اور جہاں میں جدا جدا ہیں اگر بیان کریں تو عقل عاجز ہے اور نقل شہادت نہیں دیتی یہ بیان







قطب اعظم ہیں۔ قبل از ایجاد عالم حیوانی عالم غیب میں پہنچنے کے مددگار تھے  
 اور عالم شہادت اور برزخ اور قیامت میں سب کو اپنے اپنے کمالات  
 تک پہنچائیں گے۔ دلیل اس بات کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا  
 قیامدا ہی ہم اقتدا یعنی ان پیغمبروں کی ہدایت کی پیروی کرو  
 یہ ہدایت حضرت کی ہے اگر ہدایت غیر کی ہوتی۔ تو کنت بنیا کے بر  
 خلاف ہوتی اور حضرت کو علم اولین و آخرین کا تھا۔ یہ علم حضرت کو دو  
 دفعہ عطا ہوا۔ ایک عالم غیب کا جو کنت نبیا فرمایا۔ دوسرا معراج پر  
 خدا تعالیٰ نے ہاتھ درمیاں دو شاہ حضرت کے رکھا جسکی سروری حضرت  
 کے دل مبارک میں پہنچی۔ پس علم اولین و آخرین کا حضرت کو دیا گیا  
 حضرت کو اس ہدایا کا ہے جو ہدایتی ہے۔ کیونکہ حضرت امام مطلق ہیں  
 اور عالم جمیع علوم کے ہیں۔ درود شریف میں لکھا صلیک علی ابداہیلہ  
 و علی الابد اہلیم واقع ہے ظاہر اس سے ہے کہ حضرت  
 صلعم کا درجہ حضرت ابراہیم سے کم ہو پس جو الہیہ امن و ہم کا یہ ہے کہ یہ  
 صیغہ درود کا بہ تعلیم حضرت صلعم ہوا اور حضرت صلعم نے تواضع کا طریق  
 اختیار فرمایا جیسا بڑا یا کو شاہ کسی کو تعلیم کرے کہ نہ نلائے وقت بجاوان الفاظ  
 کے ساتھ یاد کرنا اور اوہمین الفاظ چھوٹے بطریق تواضع ارشاد کرے۔  
 آدم علیہ سلام حامل اسماء الہیہ کہتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حامل  
 معانی اسماء کے۔ معانی کا درجہ اسماء سے زیادہ جیسے اصحاب حضرت کے  
 حضرت کی ذات پاک سے فیضیاب تھے۔ یعنی اونکی زیارت کرتے تھے۔  
 اور باقی امت نام پاک حضرت سے فیضیاب ہے۔ یعنی اون کا نام زبا  
 اور دل میں رکھتی ہے اصحاب کا درجہ عالی ہے۔ اور امت کا کم۔  
 سب کمالات انبیاء کے شاخین ہیں۔ حضرت کی ذات پاک سے ظاہر ہوتی

شیخ بزرگ مدینہ انا سید ولد آدم کہہا ہے کہ سب نبی اور رسول  
 آپکی شریعت کی تابع تھے مگر درپردہ کہ عالم لوگوں کو معلوم نہیں۔ انکی  
 شریعت حضرت کی شریعت ہی ہے ان کی شریعت کا منہج ہونا ایسا جیسا  
 آیات قرآن شریف منہج ہوتی ہیں اور حضرت نے فرمایا۔ مجھ کو حضرت  
 یونس پر فضیلت منت دو یہ طریق تواضع کا تھا۔ اصل مطلب یہ ہے کہ تم  
 اپنی دل سے تفصیل مت گھرو فیضیات وہ ہے جو مجھ کو اللہ نے دی ہے  
 کہ وہ فیضیات کل بنیاء پر ہے۔ ایک پر کیا فیضیات کوئی نبی یا ولی یا فرشتہ  
 حضرت کی ترقی نہیں کر سکتا جسکی ترقی کی جاتی ہے۔ جبکہ دوسرا اسکے  
 درجات اور حالات سے عبور نہ کرے۔ آپ کو علم اولین و آخرین کا دیا گیا  
 اور آپکی شرع سب سے بالا ہے آپ کو لو افاضلکم عطا ہوا کہ قیامت کے  
 روز آپ تمام محمود ہیں جلوں فرما دیں گے اور لو اذالہا سات جہندی  
 ہیں۔ ان پر اسماء الہیہ ہیں۔ کسی کو معلوم نہیں۔ اس روز جب کو ان اسماء  
 سے سویا د ہو گیا۔ وہ بہشت میں جاوے گا۔ شیخ محی الدین فرماتے ہیں  
 میں نے جناب الہی میں عرض کی کہ وہ اسماء بتا۔ فرمایا سوائے چوتھ ہیں + وہ  
 جو حدیث میں وارد ہے۔ کہ جب کو تنائو سے نام اللہ کے یاد ہوں بہشت  
 میں جائے گا مراد یہ ہے۔ کہ ان اسماء سے تنائوین جب کو یاد ہوں گے  
 حقیقتاً کہ بیان نبوت اور رسالت کا اور فرق مابین اونکے ولایت  
 کا دائرہ محیط موسیٰ اور ولی اور نبی اور رسول سمین دیج ہیں۔ اول  
 موسیٰ اس پر ولی اوس پر نبی اس پر رسول ہے۔ رسالت کی شرط  
 نبوت ہے۔ اور نبوت کی شرط ولایت ولایت کی شرط ایمان نبی کو  
 جبرائیل کچھ آقا کر لیا ہے۔ تو وہ خاص بذات خود ہوتا ہے اس درجہ کو  
 نبی کہتے ہیں۔ جب اسکی تبلیغ کا حکم آوے۔ تب رسول بننا ہے



ولی کو ایسا حکم نہیں آتا۔ کہ دوسرے کو تبلیغ کرے۔ حضرت صلے اللہ علیہ  
 پہلے رسول آئے وہ رسالت خاص لشعر کے تھی حضرت کی رسالت  
 عام ہے جن و بشر اور ملائکہ کو۔ شیخ نے فرمایا کہ کوئی شخص دنیا میں  
 سوائے دربار حضرت کے کوئی علم حاصل نہیں کرتا۔ خواہے متقدم  
 ہو یا تاخر ہو۔ شیخ نے پائنتائین فرمایا ہے کہ شمار انبیاء و مرسلین  
 کا ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ اور شمار اولیاء کا اسی قدر ضروری  
 ہے۔ گاہے کم و بیش ہو جاتے ہیں شیخ کہتے ہیں میری  
 سب انبیاء اور اولیاء کے ساتھ ملاقات ہوئی حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام  
 کے سامنے بنو قرآن پڑھا جیسا پنا ذکر قرآن میں ہے وہ روتے تھے خشوع میں نے ان  
 سے سیکھا۔ اور ثعلیب اعیان حضرت موسیٰ سے سیکھا اور مسئلہ  
 وحدت وجود کا ہود سے سیکھا۔ عیسیٰ علیہ السلام مائتوں پر  
 میں نے توبہ کی عقیدت کا بیان مراج شریف بالجسد مبارک جو صورت  
 زمین میں جانتے تھے وہی صورت مشاہدہ میں آئی کچھ تغیر نہیں تھا  
 اصل قصہ معراج میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے سبحان الذی اسما بعبادہ  
 لیلا من المسجد الحرام الی مسجد الکلا فصل اللہ تعالیٰ بارکنا حوالہ لیس  
 من الثبات وہو الصحیح البصیر حضرت شیخ نے فرمایا کہ ضمیر نبوی کی  
 راجع بسوئے حضرت صلعم ہے نہ سوئے باری تعالیٰ اس مقال مکانی  
 سے یعنی زمین سے آسمان پر جانیمین مشاہدہ اون آیات عجائب کا تھا  
 جو محقق اس مکان میں نہیں نسبت جمیع مکانات کی بسوئے باری  
 تعالیٰ کیساں ہے فوق اور تحت میں متغیر نہیں ہوتی بادشاہ اپنے قلعہ  
 میں اور لشکروں میں جلوہ فرماتا ہو تو اسکی تعظیم اور ہیبت اعلیٰ ہوتی ہے  
 اوس حالت سے جو تھا لباس فاخرہ نہ پہنے ہو زمین سے عرش تک کل عالم

فرہ کے ہے بہ نسبت اوس عالم کہ عرش سے معلیٰ ہے اور زمینوں کے  
 تحت ہے اگر عرش ابد الابد تک فوق کو جاوے یا تحت کو او ترے کوئی  
 نہایت نہ چاہیگا جبرئیل علیہ السلام جنکا نام روح الامین ہے براق لائے  
 اس براق لائے میں یہ اشارہ تھا کہ اباب کا مرتب ہونا حکمت ہے  
 وہ براق خمر سے چھوٹا اور حمار سے بڑا یعنی بغل مولود و جنس سے  
 اور حمار مولود جنس احد سے وہ ان جنسوں سے پاک تھا ہوا میں اڑتا  
 تھا یہ براق شمال اوس سواری کے ہے جو بادشاہ اپنی وزیر کی طرف  
 بھیجے کہ اوس پر سوار ہو کر آوے اور باطن میں اشارہ یہ تھا کہ اشد تک  
 کے دربار میں اللہ کی چیز کے وسیلے سے پہنچتا ہے نہ غیر سے جب  
 بیت المقدس میں تشریف لے گئے تو اتر کر اوس حلقہ سے باندھا جو  
 پہلے انبیاء براق کو باندھتے تھے یہ باندھا جگہ عادت جاریہ در حق دوا  
 ہے اگر نہ باندھتے تو بھی کھڑا رہتا جب جبرائیل نے حضرت کے سامنے  
 کھڑا کیا تو سرکشی کرنے لگا یہ سرکشی خاصہ دوا اب کا ہے جب بوقت  
 واپسی رستہ میں ایک وضو کرنے والے کا قدح کو سم سے اولٹ دیا کہ  
 ٹھوکر کہانی دوا اب کا خاصہ ہے جب حضرت براق پر سوار ہوئے تو جو امین  
 اڑتا تھا جب حضرت کو پیاس لگی جبرائیل دو برتن مملو ایک دودھ کا ایک  
 خمر کا لائے اسوقت خمر حرام نہ تھا حضرت نے دودھ لیکر پے لیا جبرائیل  
 نے عرض کیا کہ اصبت بالخطیئۃ یعنی آجی است علم دین کا کامل  
 حاصل کرے گی نقل انوار قدسی فتح میافار قلوب صفحہ ۵۵ فتوح عجم جب  
 بیت المقدس میں پہنچے سب انبیاء کو نماز پڑھا کر سب کے خطبی اور  
 محمد سنی تو اپنی بیہ ارشاد فرمایا کہ حمد ہے خدای عزوجل کا کہ اس نے  
 مجھ کو اپنے لب لباب انوار سے پیدا کیا اور میری قدر اور منزلت کو زمین



ولی کو ایسا حکم نہیں آتا۔ کہ دوسرے کو تبلیغ کرے۔ حضرت صلے اللہ علیہ  
 پہلے رسول آئے وہ رسالت خاص بشر کے تھی حضرت کی رسالت  
 عام ہے جن و بشر اور ملائکہ کو۔ شیخ نے فرمایا کہ کوئی شخص دنیا میں  
 سوائے دربار حضرت کے کوئی علم حاصل نہیں کرتا۔ خواہے متقدم  
 ہو یا تاخر ہو۔ شیخ نے بایں فرمایا ہے کہ شمار انبیاء و مرسلین  
 کا ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔ اور شمار اولیاء کا انسی قدر ضروری  
 ہے۔ گاہے کم و بیش ہو جاتے ہیں۔ شیخ کہتے ہیں۔ میری  
 سب انبیاء اور اولیاء کے ساتھ ملاقات ہوئی حضرت ابراہیم خلیل اللہ  
 کے سامنے بنو قرآن پڑا جب پنا ذکر قرآن میں تھے وہ روتے تھے خشوع میں نے ان  
 سے سیکھا۔ اور تغلیب اعیان حضرت موسیٰ سے سیکھا اور مسئلہ  
 وحدت وجود کا ہود سے سیکھا۔ عیسیٰ علیہ السلام ہاتھوں پر  
 میں نے توبہ کی عقیدہ بیان معراج شریف بالجسد مبارک جو صورت  
 نہیں میں جانتے تھے وہی صورت مشاہدہ میں آئی کچھ تغیر نہیں تھا  
 اصل قصہ معراج میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے سبحان الذی اسما بعدہ  
 لیلا من المسجد الحرام الی مسجد الاقصیٰ لکافی بارکنا حوالہ لیس  
 من الیثانہ وہو السميع البصیر حضرت شیخ نے فرمایا کہ ضمیر نبوی کی  
 راجع بسوئے حضرت صلعم ہے نہ سوئے باری تعالیٰ اس مقال مکانی  
 سے یعنی زمین سے آسمان پر جانہیں مشاہدہ اون آیات عجائب کا تھا  
 جو محقق اس مکان میں نہیں نسبت جمیع مکانات کی بسوئے باری  
 تعالیٰ کیساں ہے فوق اور تحت میں متغیر نہیں ہوتی بادشاہ اپنی قلعہ  
 میں اور شکرون میں جلوہ فرماتا ہی تو اسکی تعظیم اور ہیبت اعلیٰ ہوتی ہے  
 اور حالت سے جو تھا لباس فاخرہ نہ پہنے ہو زمین سے عرش تک کل عالم شل

فرہ کے ہے بہ نسبت اوس عالم کہ عرش سے معلیٰ ہے اور زمینوں کے  
 تحت ہے اگر عرش ابد الابد تک فوق کو جاوے یا تحت کو او ترے کوئی  
 نہایت نہ چاہیگا جبرئیل علیہ السلام جنکا نام روح الامین ہے براق لائے  
 اس براق لائے میں یہ اشارہ تھا کہ اباب کا مرتب ہونا حکمت ہے  
 وہ براق خمر سے چھوٹا اور حمار سے بڑا یعنی بغل مولود و جنس سے  
 اور حمار مولود جنس احد سے وہ ان جنسوں سے پاک تھا ہوا میں اڑتا  
 تھا یہ براق شمال اوس سواری کے ہے جو بادشاہ اپنی وزیر کی طرف  
 بھیجے کہ اوس پر سوار ہو کر آوے اور باطن میں اشارہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ  
 کے دربار میں اللہ کی چیز کے وسیلہ سے پہنچتا ہے نہ غیر سے جب  
 بیت المقدس میں تشریف لے گئے تو اتر کر اوس حلقہ سے بانڈا ہو  
 پہلے انبیاء براق کو بانڈتے تھے یہ بانڈنا بحکم حادث جاریہ در حق دوا  
 ہے اگر نہ بانڈتے تو بھی کھڑا رہتا جب جبرائیل نے حضرت کے سامنے  
 کھڑا کیا تو سرکشی کرنے لگا یہ سرکشی خاصہ دوا اب کا ہے جب بوقت  
 واپسی رستہ میں ایک وضو کرتے والے کا قدم کو سم سے اولٹ دیا کہ  
 ٹھوکر کہانی دوا اب کا خاصہ ہے جب حضرت براق پر سوار ہوئے تو ہوا میں  
 اڑتا تھا جب حضرت کو پیاس لگی جبرائیل دو برتن مملو ایک دودھ کا ایک  
 خمر کا لائے اسوقت خمر حرام نہ تھا حضرت نے دودھ لیکر پی لیا جبرائیل  
 نے عرض کیا کہ اصبت بالقطرۃ یعنی آبی است علم دین کا کامل  
 حاصل کرنے کی نقل انوار قدسی فتح میا فاروقین صفحہ ۵۵ مفتوح عجم جب  
 بیت المقدس میں پہنچے سب انبیاء کو تراز پڑا کر سب کے خطبی اور  
 محامد سنی تو اپنی یہ ارشاد فرمایا کہ حمد ہے خدای عزوجل کا کہ اس نے  
 مجھ کو اپنے لب لباب انور سے پیدا کیا اور میری قدر اور منزلت کو زمین



اور آسمان میں بلند کیا اور میرے کرنام کو اپنے ساقی عرش پر لکھا اور میرے  
 نام کو اپنے نام سے مقرون کیا اور میرے ذکر کو عالم و مقام قدس میں  
 مصطفیٰ کیا اور میرے سینہ کو کشادہ کیا اور میرے امر کو چھ پر آسان  
 کر دیا اور میرے قدر افزائے کی اور میرے گناہ گذشتہ و آئندہ کی  
 آمرزش فرمائی اور کفار پر مجکو مویذ کیا اور مجھے ساتھ رعب و دبدبہ کے  
 مبعوث کیا اور دین حنیف کا مجھے رسول کیا اور مجھے منصور و مظفر کیا  
 اور میری امت کو بہترین امت کیا اور میری اطاعت تمام عجم اور عرب  
 پر فرض کی اور تمام روئے زمین میرے لئے سجدہ قرار دی اور خاک  
 کو میرے واسطے مطہر اور پاک کرنے والی کر دیا اور مجکو روز قیامت  
 میری امت کا شفیع بنایا اور میری شریعت سے تمام شرائع کو نسخ کر دیا  
 اور ساری امت سابقہ کو میری شفاعت میں داخل کیا اور کعبہ کو میرا  
 قبلہ گردانا اور میرے بعد مجکو میری امت کی صلوٰۃ کا شوق کیا یعنی میں انکی  
 صلوٰۃ کو سنا کر دن کا تاکہ میں روز قیامت میں انکی شہادت ادا کروں اور  
 حق تعالیٰ نے مجکو شاید کل کا گردانا اور میری امت کو شاید ہر نگین اور  
 ظالمین کے کیا ہے اور میرے کرنام کو ساری افلاک پر لکھا ہے الخ ۱۲ قصہ تمام  
 معراج شریف کا علیحدہ مرقوم ہو گا حضرت شیخ نے فرمایا یہ معراج عجیب و غریب  
 ہے اگر معراج روحی ہوتا تو یہ واقعات پیش نہ آتے اور کوئی منکر انکار نہ کرتا  
 اور فرمایا کہ معراج شریف باب ۳۱ فتوحات ۳۲ دفعہ ہوا ہے ایک بجسہ  
 بانی بروج نماز کا فرض ہونا اور راستہ میں پاپس لگنی یہ خواص جسم  
 کے ہیں فائدہ عروج بالجسم کا بالائے عرش یہ ہے کہ جس جس حضرت  
 اسماء الہیہ پر گزری اس اسم کی حقیقت کے ساتھ مخلوق ہوئی رحیم پر  
 گزری تو رحیم ہوئی غفور پر گزری تو غفور ہوئی۔ ایسا ہی کریم اور حلیم

اور شکور اور حمود وغیرہ ذاک۔ اور انبیاء کرام کو حضرت آدم سے  
 لیکر حضرت ابراہیم تک سات آسمانوں میں دیکھا اور اوپر زمین میں بھی  
 بیت المقدس میں دیکھا تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے  
 دیکھا اور سب سے پہلے آسمان کی طرف تشریف لے گئے تھے اس میں یہ  
 عجب نظر آیا کہ ایک ایک شخص کو ایک آن میں دو مقام میں دیکھا اب  
 آدمی مومن اس بات کو سنکر ایمان پہنکا یا عقل کے خیال پر انکار  
 کر کے کافر بنے گا عقل تو یہ کہتی ہے کہ زمین میں اصل صورت موسیٰ  
 کی تھی اور آسمان پر شاہدت عکسی اور حضرت صلح فرماتے ہیں کہ میں نے  
 حضرت موسیٰ اور ابراہیم وغیرہ انبیاء کو آسمانوں پر دیکھا عکسی صورت میں  
 تو اصلی نہیں بن سکتی حضرت تو اصلی صورت میں فرماتے ہیں کہ میں نے  
 انکو دیکھا جو اپنی اپنی اصلی صورتوں میں عقل کا پابند ہو گا وہ کذب  
 رسول ہو گا اور مکذب رسول کا کافراؤ شکر براق پر تشریف لے جانا  
 جسم محسوس اشارہ ہے کہ بندہ ہر وقت محمول بر قدرت الہیہ ہے۔  
 حضرت کو اس معراج شریف میں لفظ عبد کا فرمایا۔ سُبْحَانَ الَّذِي  
 اس کے بعد یاد آئے کہ معلوم ہو کہ حضرت عوی ربوبیت سے خالی تھی دوسرا  
 فائدہ تعظیم حضرت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے استوی علی العرش کے ساتھ  
 اپنی مدح فرمائی وہی وصف اس مدح کا لینے استوی علی العرش کا حضرت  
 کو دیا۔ کیونکہ عرش کے نیچے جو کچھ ہے مثل ذرے کے ہے استوای  
 رحمت الہیہ کا عرش سے بالا ہے کہ یہ وصف بدون عروج جسدی  
 کے ناممکن تھا لہذا عروج جسدی واقع ہوا اور آیت لَقَدْ مَلَأَ  
 نَفْسَکَ اخْرَیٰ عِنْدَ سَلَامَۃٍ الْمُنْتَهٰی یعنی جبرائیل علیہ السلام کو  
 سدرۃ المنتہی پاپس دوسری صورت میں دیکھا یہاں وحیت ظاہر والانت



کرتی ہے اس بات پر کہ حضرت کا عروج بالجسد تھا۔ حضرت سلیمان کا شاگرد  
 آصف بن برخیا تخت بلقیس کا الخ البصر میں لاوی تو امتد توائے قصہ  
 معراج میں فراوی کہ بندہ کو میں نے سیر کرانی مومن آدمی کسطح ایمان لاوی گا  
 اور اگر شک کرے گا معاندین سے بنے گا۔ احادیث معراج جسدی کے  
 بارہ میں حد تو اتار کو پہنچتے ہیں اگرچہ قصہ روحی ہوتا تو معجز نہ ہوتا اور  
 کفار اس کو بعید نہ جانتے اور نہ تکذیب کرتے اور نہ عنیت مسلمان مرتد  
 ہوتے یہ واقعات صفات دلالت کرتے ہیں کہ عروج بالجسد تھا نیز اب  
 اسرار کا استفتاح اور ملاقات انبیاء اور فرض ہونا پچاس نماز کا پھر حضرت  
 کو سے کہے پاس آکر دس دفعہ دربار الہی میں واپس جانا اور سترہ منہ  
 کو دیکھنا اور بہشت میں جانا سب دلائل عروج بالجسد کے ہیں منکر مرتد ہے  
 عقیدہ حضرت صلعم خاتم النبیین میں جیسا کہ قرآن مجید ناطق ہے  
 اسراجام امت ہے۔ بعد حضرت کے نبی کا آنا۔ قرآن اور اجماع سے  
 باطل ہے اجتہاد امامان مذاہب کا شرع حضرت کی ہے کیونکہ اجتہاد و ظہار  
 احکام مخفیہ کا نام ہے نہ اثبات احکام جدیدہ کوئی احکام قرآن سے  
 نکالے کوئی سنت سے قیاس فرع کا بر طس کا نام ہے اسکو استنباط  
 کہتے ہیں اور فرع کو کسی فرع پر قیاس کرنا مقلدون کا کام ہے نہ آئمہ  
 مجتہدین کا اس لفظ خاتم سے جو خاتم النبیین فرمایا ہے واضح ہے کہ  
 جمیع شرائع اور احکام قیامت تک علم الہی میں تھی حضرت کے شریعت  
 میں وسیع گئی کوئی حکم باقی نہیں رہا کہ حاجت کے پیغمبر کی ہو۔ باب  
 نبوت بند ہو گیا۔ اور حضرت نے فرمایا لا نبیا بعدی ولا رسول بعدی  
 حضرت نے فرمایا اور اودیت علماء الاولین والاخرین کل انبیاء  
 کرام کا علم اور کل اولیاء کا اور علماء اور حکماء کا معقول ہوا منقول

مفہوم ہو یا موہوب ہو سب کو حضرت کے دربار سے عطا ہوا ہے اور  
 ہوتا ہے عقیدہ حضرت صلعم علیہ وسلم جن وانس ملائکہ کی طرف  
 بعوث ہیں صحیح مسلم وغیرہ میں دایر ہے وَأَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ  
 کلہ اور قرآن شریف میں ہے وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا تَذَكَّرُ  
 وَمَنْ يَلْفِظْ مِنكُمُ الرَّسَالَاتِ الَّتِي نَزَّلْنَا بِهَا عَلَىٰ عَبْدكَ  
 لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا اس حدیث اور آئین سے کل عالم کے طرف  
 بعوث ہونا ثابت ہے مگر مفسرین نقلین یعنی جن وانس کے تخصیص کرتے  
 ہیں اب یہ بات کہ خباثت احکام منزلیہ من امتد کے مکلف ہیں امتد کے  
 ابتداء اون پر الزام فرمایا ہوا یا اونہوں نے خود التزام کر لیا تو امتد نے  
 اون پر لازم کر دیا ہو۔ یہہ غور طلب بات بھی علماء کامل اس میں سکتے ہیں  
 کہ فیض جنات مکلف بالشرائع ہیں۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ  
 حضرت صلعم علیہ وسلم بعوث الی الملائکہ بھی ہوئے یا نہ ہوئے  
 یہی میں شعب الایمان کے چوتھے باب میں حلیم سے روایت کی ہے  
 کہ حضرت صلعم علیہ وسلم بعوث الی الملائکہ تھی۔ پھر اباب میں  
 حلیم سے نقل ہے کہ ملائکہ شریعت سے مستثنیٰ ہیں تفسیر ازسی اور  
 برائن تفسیر میں بدیل آیت ثانیہ سابقہ یعنی تبارک الخ لکھا ہے کہ  
 حضرت ملائکہ کی طرف رسول نہیں تھے۔ شیخ کمال الدین بن ابی شریف  
 نے لکھا ہے کہ حلیم مذکور اگرچہ اہل سنت سے ہی مگر تفصیل ملائکہ  
 علیہ السلام مقتدر کے ساتھ موافق ہوا کہ ملائکہ کو افضل لکھا۔ بعد ذیل قال  
 کے کمال الدین نے فرمایا کہ اس مسئلہ میں خوض کرنے سے توقف چاہئے  
 کسی جانب حکم نہ کرنا چاہئے۔ شیخ شہرانی فرماتے ہیں اہل اصول کا کلام  
 راجع بقولین ہے ایک یہ کہ ملائکہ کی طرف رسل ہیں۔ دوسرا یہ کہ رسل



نہیں مگر سبکی وغیرہ لئے فرمایا کہ مرسل ہیں اور بازاری لئے حیوانات  
 اور نباتات اور شجر و حجر بھی شامل کر دیئے ہیں جلال الدین سیوطی  
 کی کتاب خصائص کے اوایل میں لکھا ہے اور سبکی سے نقل کیا ہے  
 کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبی الانبیاء ہیں جیسا سلطان اعظم اور  
 جمیع انبیاء ایسے جیسے امرا کے لشکر حضرت آدم سے لیکر قیام سعادت  
 تک سب مخلوق آپ کی امت ہے انبیاء آپ کے نواب تھے تا وقتیکہ حضرت  
 کا ظہور جسمانی نہیں ہوا ہر ایک اپنی اپنی گروہ میں حضرت کے شریعت  
 لایا گو یا کہ سب شرائع حضرت کے ہیں جیسا کہ انبیاء قرآنی کا ہے  
 منسوخ ہونے سے حضرت کی شریعت سے خارج نہیں ہو سکتے اپنے  
 اپنے وقت میں حضرت ہی کی شریعت جاری کرتے تھے۔ امام شافعیؒ  
 کہتا ہے کہ میں نے اپنے شیخ علی خواص سے سنا فرماتے تھے کہ ملائکہ  
 تین قسم ہیں ایک قسم مابین آسمان و الارض ان کی طرف حضرت مبعوث  
 بالامر وہی ہوتے دوسرے ملائکہ سفوات کے اون کے طرف مبعوث بالامر  
 فقط ہوئے اون کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَعْصُونَ اللَّهَ  
 مَا أَمَرَهُمْ وَلَفِعَالُونَ مَا يُؤْمَرُونَ تیسرا قسم ملائکہ عالیہ ہیں  
 جیسا اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو فرمایا اَسْتَكْبَرْتَ أَهْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ  
 کیا تو نے تکبر کیا یا تو عالیں سے تھا۔ عالیں محتاج رسول کے نہیں  
 ہوتے وہ اللہ کے جلال میں غرق ہیں اون کو یہ بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ  
 نے آدم وغیرہ کسی کو پیدا کیا ہے یا نہیں نزاع ملائکہ کا اور اختصاص  
 اون کا قصہ آدم علیہ السلام میں اس طرح المتجمل فیہا من فیصلہ فیہا  
 میں واقع ہوا کہ ملائکہ ارض و آسمان سے واقع ہوا یہ ملائکہ انہی کے  
 قابل ہیں فقط عقیدہ ہر مومن پر واجب ہے کہ جو کچھ حضرت لائے

نہیں مگر سبکی وغیرہ لئے فرمایا کہ مرسل ہیں اور بازاری لئے حیوانات اور نباتات اور شجر و حجر بھی شامل کر دیئے ہیں جیسا سلطان اعظم اور جمیع انبیاء ایسے جیسے امرا کے لشکر حضرت آدم سے لیکر قیام سعادت تک سب مخلوق آپ کی امت ہے انبیاء آپ کے نواب تھے تا وقتیکہ حضرت کا ظہور جسمانی نہیں ہوا ہر ایک اپنی اپنی گروہ میں حضرت کے شریعت لایا گو یا کہ سب شرائع حضرت کے ہیں جیسا کہ انبیاء قرآنی کا ہے منسوخ ہونے سے حضرت کی شریعت سے خارج نہیں ہو سکتے اپنے اپنے وقت میں حضرت ہی کی شریعت جاری کرتے تھے۔ امام شافعیؒ کہتا ہے کہ میں نے اپنے شیخ علی خواص سے سنا فرماتے تھے کہ ملائکہ تین قسم ہیں ایک قسم مابین آسمان و الارض ان کی طرف حضرت مبعوث بالامر وہی ہوتے دوسرے ملائکہ سفوات کے اون کے طرف مبعوث بالامر فقط ہوئے اون کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَلَفِعَالُونَ مَا يُؤْمَرُونَ تیسرا قسم ملائکہ عالیہ ہیں جیسا اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو فرمایا اَسْتَكْبَرْتَ أَهْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ کیا تو نے تکبر کیا یا تو عالیں سے تھا۔ عالیں محتاج رسول کے نہیں ہوتے وہ اللہ کے جلال میں غرق ہیں اون کو یہ بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم وغیرہ کسی کو پیدا کیا ہے یا نہیں نزاع ملائکہ کا اور اختصاص اون کا قصہ آدم علیہ السلام میں اس طرح المتجمل فیہا من فیصلہ فیہا میں واقع ہوا کہ ملائکہ ارض و آسمان سے واقع ہوا یہ ملائکہ انہی کے قابل ہیں فقط عقیدہ ہر مومن پر واجب ہے کہ جو کچھ حضرت لائے

اوس پر ایمان لاوے اعتراض نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے  
 مَا وَدَّكَ لَا يَوْمِنُونَ خَتَّىٰ يَحْكُمَ لَكَ فِيمَا شَرَكْتُمُ لَكُمُ  
 يَحْكُمُ لَكَ فِيمَا شَرَكْتُمُ لَكُمُ يَحْكُمُ لَكَ فِيمَا شَرَكْتُمُ لَكُمُ  
 میرے رب کی قسم ہے کہ یہ مومن نہیں بنیں گے جتنے کہ اپنے جہکروں  
 میں آپ کا حکم مانیں اور آپ کے حکم سے اپنے نفس و جان کوئی تنگی نہ  
 پاویں اور دل سے مان لیں جو شخص حضرت کے حکم کو اپنی عقل کے  
 سامنے پیش کرے اور تابع حکم عقل کا ہو دسے نہ حضرت کا تو وہ  
 مومن نہیں عقیدہ افضل خلق اللہ بعد حضرت کے مرسل ہیں  
 بعد ان انبیاء غیر مرسل بعدہ خاص الملائکہ بعدہ عوام ملائکہ نقول علماء  
 میں مضطرب ہے کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل کون ہے  
 انبیاء مرسل ہیں یا ملائکہ ہر ایک عالم قرآنین سے متکلم ہے نص صریح  
 غیر موجود ہے امام صفی الدین بن ابی منصور کا قول ہے کہ جمیع مرسل  
 اور انبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم افضل از جمیع ملائکہ ہیں اور خواص  
 ملائکہ عام انبیاء سے افضل ہیں عام انبیاء عام ملائکہ سے افضل ہیں  
 اور عام ملائکہ عام مومنین سے افضل ہیں شیخ کمال الدین بن ابی  
 شریف کہتے ہیں کہ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انبیاء افضل  
 ہیں پھر ملائکہ علویہ صاحب موافق کہتے ہیں کہ انبیاء افضل از ملائکہ  
 سفلیہ علویہ ہیں۔ نزاع علماء ملائکہ سماویہ میں ہے علامہ برماوی  
 کہتا ہے کہ انبیاء بشر افضل از ملائکہ ہیں خواص افضل خواص سے  
 عوام افضل عوام سے نبات آدم افضل بچا لھین ابو الحسن سبکی  
 کہتا ہے کہ اولیاء بشر افضل از اولیاء ملائکہ عوام بشر افضل از  
 عوام ملائکہ یعنی صلحاء بشر افضل از صلحا ملائکہ مراد از عوام خاص



ہمیں کیونکہ میں سب معصوم ہیں شیخ محی الدین فرماتے ہیں تفصیل میں  
 الرسل بالعقل نہ چاہتے ہمارا ایمان ہے کہ بعضہم افضل من بعض  
 ہیں خوض کرنا مقام رسالین میں بددینا محرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 فضول ہے فقط یہم اعتقاد چاہئے **تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ**  
 مسلم چاہئے کیونکہ مقام رسل کا اور انبیاء کا عالی ہے ہر کو ذوق نہیں  
 مقام رسل میں رسول بھی کلام کرے گا اور مقام انبیاء میں نبی کرے گا  
 اور مقام اولیاء میں ولی حضرت نے اپنی خبر فرمائی **إِنَّا سَيِّدُ الْوَلَدِ الْأَوَّلِ**  
 اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **لَا تَقْضُوا أَدَبِينَ إِلَّا بِلِقَاءِ**  
 یعنی مجمل تفصیل جو قرآن شریف میں وارد ہے وہ ایمان ہے باقی  
 بتعلیم بالعقل فضول اور ناجایز اب یہ قصہ خلاف کاما میں اشعری  
 اور متزلز کے ہے کہ ملک افضل ہے خواص بشر سے یا خواص بشر  
 افضل ہیں ملائکہ سے شیخ محی الدین صاحب فرماتے ہیں کہ مجھ کو تو  
 وجہ نزاع کے نہیں معلوم کہ شرط تفصیل یہ ہے کہ جنس واحد سے  
 ہوں اور بشر اور ملک حشیشین متخالفین ہیں یہ تو نہیں کہتے کہ  
 حمار افضل ہے افرس سے یہ کہا جاتا کہ یہ حمار اشرف اوس حمار  
 سے ہے ان میں وجہ ہو سکتی ہے کہ تفاضل حقایق کا لیا جاوے  
 حقایق بشر کے ارواح ہیں وہ ارواح جنس ملائکہ کے نہیں ملک  
 جزو انسان کا ہے پس کل افضل ہو جزو سے اور جزو افضل ہوا  
 کل سے پہلا مذہب اشعری کا دوسرا مذہب متزلز کا ابن آدم کو افضل  
 ملائکہ سے کیونکہ کہتے ہیں کہ وہ علم میں ترقی کرتا ہے اور ملائکہ ترقی  
 نہیں کرتے یہ بات غلط ہے اس واسطے کہ حضرت آدم کے وقت یہ  
 بتعلیم حضرت آدم ملائکہ کی ترقی علمی ہوئی ان ترقی علمی یہ خاص نبی

کے واسطے ہے مگر ہم جنت میں پہنچیں گے تو وہ ترقی ہی بند ہو جاوے گی  
 اب یہ بات کہ علوم اور اعمال کے ساتھ نبی آدم نے ترقی پائی اس ترقی  
 سے شرف حاصل ہو جاتا ہے یا نقطہ ابتلا ہے ان فضیلتیں بشر اور وجہ  
 ہے کہ خواص بشر غیر سے افضل ہیں کیونکہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم  
 کو پیدا کیا تو جب خواب میں اللہ تعالیٰ نظر آیا تو بصورت بشر نظر آیا  
 اور مقصود کل عالم میں سے انسان کامل ہے اور جمیع اجناس عالم متفرق ہیں  
 سب کو جمع کر کے ایک انسان بنایا یہ خلیفہ عظیم ہے خزانہ علم اللہ تعالیٰ کا  
 مذہب اشعری کا حق ہے قیاس بیان صفات ملائکہ اور انجھ اور  
 حقایق ان کے حقیقت ملائکہ اجسام لطیفہ میں شکل و متبدل باشکال  
 مختلفہ ہوتے ہیں فعال شاقہ پر قادر ہیں عباد مکرم ہیں ہوا طیب ملک  
 معصوم من الخالفہ نہ مذکر نہ مؤنث بخوم اور شمس اور قمر اکمل ملائکہ  
 کے ہیں اللہ تعالیٰ نے سموات میں نفیب ملائکہ کے بنائی ہیں املاک  
 ان ستاروں کے بعضے لشکر ہیں اور بعضے امرا ہیں اور وزیر ہیں  
 اور بعضے بادشاہ ہیں اور یہ ستارے ان کے کربان اور سریر ہیں  
 جو بادشاہ اپنی رعیت پر رعایت فرماتے اور جو لایں ان کے شان  
 کے ہے سلوک نہ کرے تو سختی عزل کا ہو جاتا ہے (سوالی)  
 ولایۃ سموات اور ولایۃ ارض میں مناسبات ہیں یا نہیں (الجواب)  
 ان کے مابین رقائین اور مناسبات ہیں جو ولایۃ ارضی مقدس اور حیو  
 ہوتے ہیں اور مستعد برائے قبول النوار تو ان کے طرف ولایۃ سماوی  
 سے نسبت پیدا ہوتی ہے اور امداد ملتی ہے اور جو ان کی طبیعت  
 سے برخلاف ہوتا ہے تو ان کا فیضان قبول نہیں کرتا اوس کا نام  
 جائز ہوتا ہے اور پہلے کا نام عاقل و فرستہ آدمی کی صورت بن جاتا ہے



دوسرے ملک کی صورت نہیں بننا یعنی جبرائیل میکائیل کی صورت  
 نہیں بننا اور بشر دوسرے بشر کی صورت بن جاتا ہے جیسا حضرت  
 قتیبہ لبان کا قصہ ہجۃ الاسرار وغیرہ میں لکھا ہے کہ دفعہ صورت  
 دوسرے آدمی کے بن جاتے تھے سب فرشتوں سے افضل کو ہی  
 یہ ہم کو نہیں معلوم سوال - ملائکہ میں انبیاء اور اولیاء ہوتے ہیں  
 یا نہیں جواب انہیں ہوتے کیونکہ اگر انبیاء اور اولیاء ہوتے تو جو  
 اسماء حضرت آدم نے ان کو تعلیم کئے تھے وہ اونسے بھول نہ ہوتے  
 معرفت اللہ کے حسب معرفت اسماء کے ہے سوال ملائکہ عالم الخیر  
 سے ہیں کیونکہ بدعا کرتے ہیں کہتے ہیں اللہ مرا عطا مہمکا  
 قلفا مومن کے مال پر تلف کے بدعا کرتے ہیں جواب اس کا یہ ہے  
 کہ بدعا نہیں اطلاق کے نہ یہ معنی ہیں کہ جسے مومن متا لم ہو بلکہ یہ  
 دعا ہے واسطے اسکے کہ وہ خدا کے منام میں خرچ کرے جسے  
 اوسکو اجر ملے اور اطلاق کے یہ معنی بھی ہیں اگر اختیار نہ خرچ کرے  
 تو بلا اختیار مال اوسکا تلف کرتا کہ مصیبت زدہ ہو اور مصیبت پر اجر  
 ہو یہ حاصل میں دعا خیر ہے الا دعا ملک کے مستجاب ہوتی ہے دو  
 وجہ سے ایک طہارت ذاتی دوم دعا در حق غیر بلسان غیر عاصی پس  
 مرد و اطفال اتفاق ہے سوال اس آیت کے کیا معنی ہیں وَجَعَلُوا  
 بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ لَبًّا اور قول کفار کا ملائکہ کے حق میں انہم  
 جنات اللہ جواب مراد از جنات ملائکہ ہیں کہ وہ مخفی از ابصار رہتے  
 ہیں عند الکفار وہ بھی جنات کی قسم ہیں سوال ملائکہ کو امر سجود کا  
 واسطے آدمی کے کیونکہ ہوا احسن لفظ لیکر واسطے یا تعلیم اسماء  
 کے واسطے جواب احسن لفظ لیکر کے واسطے قبل از معرفت

سوال محفل آدم سجود کیونکہ ہوا جو اب اسکا امتحان اگر بعد معرفت  
 افضل ہوتا تو ابلیس الیکر تا انا خیر نہ کہتا افضل آدم کا علم کے ساتھ  
 تھا نہ مجرد ذات سے اللہ تعالیٰ انسان کو انسان کے آگے سجد کرنے  
 سے کیونکہ منع کیا جو اب سجود بنفسہ ہے اور شارع نے منع کیا ہے  
 کہ انجنا بھی مت کرو مصافحہ کرو سوال کوئی ملک بنائے مت قرب الی اللہ  
 ہوتا ہے جواب نہیں ہوتا کیونکہ وہ مدام ادا سے فرایض میں  
 مستغرق ہیں بندہ پر فرایض کم ہیں یہ بعد ادا سے فرایض کے بذریعہ  
 نوافل مت قرب ہو جاتا ہے فرشتوں کو فکر نہیں صرف عقل ہے  
 مصنوعات اللہ میں فکر کرنے کا ثواب اونکو نہیں ملتا جیسا اجتناب  
 منافی کا ثواب اونکو نہیں ملتا بلکہ اگر امانا کا تبیین وہی ہیں جو حافظ کلام  
 بشر میں یا کوئی اور میں بلکہین کا تبیین وہی رقیب عتید ہیں - انسان  
 جو کچھ تلفظ کرتا ہے لکھتے ہیں جو نہیں تلفظ کرتا نہیں لکھتے تلفظ  
 کیا ہے ہوا میں اپنا ناس پہونگنا ہوا میں سے فرشتہ لیتا ہے  
 جسوقت بندہ تلفظ کرتا ہے فرشتہ دیکھتا ہے یہ لفظ اسکے ہونے  
 سے لکلا اوسکے مونیہ سے قبض کر لیتا ہے قبل اسکے معلوم ہو چکا ہے  
 کہ ملائکہ تین قسم ہیں ایک عالین جنکو مہیمون کہتے ہیں و مستغرق  
 اسم جمیل ہیں ہیں حیران ہیں سکارسی اللہ تعالیٰ نے عمل سے پیدا  
 کیا وہ شہد کہ مافوقہ ہوا و ماتحتہ ہوا نورون کی صورت میں ہیں صنف  
 دوم ملائکہ لتخیر ہیں جنکا لیل و نہار میں عروج الی اللہ و نزول النہا  
 ہوتا ہے اور وہی مستغفرین ہیں لمن فی الارض و للہو منین  
 اور موکل ہیں بالارحام و الالہام و لنفخ ارواح فی الصال رزاق و انزال  
 اقطار سلطان اور کا قلم اعلیٰ ہے اوسکا نام عقل اول ہے یہ ہفت



پیدا ہوئی جب صنف اول غالین پیدا ہوئے مگر اوس تجلی سے محجوب  
ہیں صنف سویم ملائکہ تدبیر میں یہ اجسام کے مدبر ہیں اجسام طبعی  
ہوں یا نوری یا فکلی یا عنصری (کیفیت اجتناب عنہم ملائکہ) اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا ہے اولیٰ اجنتہ مثلثہ وثلاث وربع مراد اجنتہ  
سے قوی ہیں جسے قوی انسان کے اپنے اپنے محل میں ہیں اپنے  
مقام سے تجاوز نہیں کرتے ایسے ہی انکے قوی بھی اپنے مقام  
سے تجاوز نہیں کرتے برعکس اجنتہ طیور کے کہ طیور بلا اجنتہ نزول  
کرتے ہیں اور صعود طیور کا بالا اجنتہ ہوتا ہے اور ملائکہ اپنے مقام سے  
صعود نہیں کر سکتے مہبوط ملائکہ یقوت اجنتہ ہے اور صعود بالطبع اور  
صعود طیور کا بالا اجنتہ ہے اور نزول بالطبع ہے اپنی مرکز کی طرف آنا  
بالطبع ہوتا ہے اور اوسے مفارقت بالقدر ملائکہ کو رسل کہتے ہیں  
کہ وہ موصوع ہر اسے ارسال احکام ہیں اور بعضوں کو نبی بھی کہتے  
ہیں یہ اپنے احکام ذاتی کے واسطے عارف ہیں آخر نبی ملائکہ  
کا اسمعیل ہے صاحب آسمان دینا اور ملائکہ کو احکام رب کی طرف سے  
ملنے باطن شریعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے در عالم ارواح انکی  
شریعت کے ہی حدود ہیں وَمَا مِّنَّا لَکَ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ یعنی  
اوتھے حدود ہیں جن سے متعدی نہیں ہو سکتے ان حدود کا نام  
شریعت ہے بحقیقہ کہ آیات اللہ علیہ السلام سب ابرار اور حضرت  
کے والدین شریفین میں کوئی بات موجب ایذا نہ چاہئے اور حکم  
اہل شریعت یعنی فرت میں لوح وادریں اور فرت میں حضرت و  
جیسے علیہ السلام مومن کو لازم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے آباء و اجداد کو حضرت آدم سے لیکر حضرت عبداللہ تک برا

بچے جلال الدین سیوطی نے اس مسئلہ میں چھ کتابیں لکھی ہیں مطلب  
سب کا یہ ہے کہ ادب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرض ہے ایذا  
اونکی ایذا اللہ کے ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الذین یؤذون  
اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعداءہم عند اللہ  
مہینا اور قرآن مجید میں یہ ہے وما کنتم معدن بدین حتیٰ تبعث  
رسولاً اہل سیر کی کلام دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عبدالمطلب نے  
کیا کہا جب حضرت عبداللہ کو سحر کرنے لگے تو شہادت توحید کی ادا  
کی جیسا کہ بیان اس کا آوے گا جلال الدین سیوطی نے کہا ہے کہ  
حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبن حضرت کے زندہ  
کئے اور وہ ایمان لائے ایک جماعت حفاظ حدیث کی اس پر ہے  
ایک خطیب بغدادی ہے دوسرا ابوالقاسم عجمی کہ ابو حصص بن  
شاہین اور سہیل اور قحطی حب الدین طبری ابن میر ابن سید الناس  
اور صفدی ابن فہرہ شقی وغیرہم۔ سہلی تو یہ کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم سے ابوبن کا حال پوچھا گیا حضرت نے فرمایا کہ میں نے ابھی اللہ  
سے نہیں پوچھا اسد ہے کہ مجھ کو عطا کریگا اوس نے کہا اس حدیث سے  
اشارہ شفاعت کا نکلتا ہے اور ایک اور حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے  
کہ قیامت میں امتحان لیگا اوس وقت جو تسلیم کرے گا وہ جنت میں  
اور جو نہ تسلیم کرے گا وہ دوزخ میں مگر سب تسلیم کریں گے طبری کہتا ہے  
کہ اللہ قادر ہے کہ اونکو حضرت کے خاطر زندہ کر دیا ہو پھر اقرار بالایمان  
کر کے فوت ہو گئے ہوں قرطبی کہتا ہے یہ احیاء مکتوب نہیں نہ عقلاً  
نہ شرعاً جیسا احیاء قرآن شریف میں ہے قنیل نبی اسرائیل کا زندہ  
ہوا اوس نے اپنے قاتل کے خبر دی پھر مر گیا اور خدا تعالیٰ نے فرمایا



قال الحمد لله مولوا ثم احياهم بعضه محققين لے کہا ہے کہ  
 قیامت کے دن اہل الاعراف کو حکم ہوگا کہ سجدہ کرو کہ اوس سجدہ سے  
 میزان حسنت کے بہار ہی ہو جاویں اوس وقت کا سجدہ بعد معرفت کے  
 موجب ثواب کا ہے اس عالم برنج میں جو عبادت کرے یا مان لاوی  
 یہ موجب ثواب کا کیون نہ ہوگا امام ابو بکر بن عربی مالکی کہتا ہے اسے  
 کیا زیادہ اید حضرت کو ہوگی جو کہے انکے مان باپ نار میں ہیں اور  
 حدیث مسلم میں ہے کہ آجیار کو بسبب اموات ایدانہ دو پس حضرت  
 کے والدین کو فی النار کہنا حرام مطلق ہے اہل فترتین کا حال یہ ہے  
 کہ ایمان تصدیق کا نام ہے جسکو انبیاء لائے ہوں اور اہل قرین کے  
 پاس نہ کتاب آئی نہ رسول مگر جو شخص کہ موحّد تھا بنور قلبی اور اسے توحید  
 پر فوت ہوا وہ اہل جنت سے ہے شیخ نے فتوحات باب عاشمیں  
 فرمایا اہل فترت کے تیرہ قسم ہیں چہرہ قسم سعید ہیں اور چار شقی اور تین  
 تحت مشیت رب العزت اور سعد کا قسم وہ ہے جو موحّد ہے اور اشتیا  
 جو مشرک تھے اور تحت مشیت وہ جسے شرک نہیں کیا سب معطل ہیں۔  
 عقیدہ شریعہ کا لکھنا کلام لائے عاید و راجع لبوئے عباد  
 ان لبوئے اللہ کہ وہ ان اللہ عنی عن العالمین پس سب تکالیف کفار  
 ہے ان مخالفت کا کہ ان کتاب انکاء عباد سے ہوا سبب مشرعت  
 جمیع تکالیف کا وہ ہے کہ کہا ہے جو حضرت آدم علیہ السلام نے شجر سے  
 کھایا اور یہ سب تکالیف کفارات اور تطہیرات اسکے ہیں اکلمہ آدم علیہ السلام  
 حقیقت معصیت نہیں مگر وہ ایک صورت تھی کہ اولاد آدم کو دیکھائی گئی  
 کہ جب مخالفت میں واقع ہوں تو کیا کریں کیونکہ انبیاء علیہم السلام ہر  
 وقت ترقی میں ہیں۔ انتقال انکا مقام یا حال اسے کی طرف ہوتا ہے

اس اکلمہ کا حکم بنی آدم پر قیامت تک جاری ہے۔ کہ یہ شجرہ منظر ازل کا  
 بنی آدم کا منہیات پر تھا جو حرام یا مکروہ ہیں یا خیالات اولی بعض بنی آدم  
 مرتکب خلاف اولی کے ہیں بعض مرتکب مکروہ کے بعض حرام کے اور تم کا  
 کفارہ سوائے کہ نہیں۔ انبیاء کرام کے مخالفت خلاف اولی کے ہوتے ہیں  
 وہ حضرات حرام اور مکروہ نہیں کرتے اور خلاف اولی ہے اس واسطے کرتے  
 ہیں تاکہ امت کو اسکا جواز معلوم ہو جاوے اور اس فعل میں ہی جو  
 ہوتے ہیں۔ قصہ آدم میں جو اکلمہ شجرہ واقع ہو چکا تو بہ التمدد کی انہیں اور  
 اجتہاد اور صغائر الکبار سے بیان اسیات کے تھا کہ سب مخلوق تحت قضا  
 و قدر سے ہیں ہر حرکت اور سکون میں عقیدہ ولایت نبوت سے مدد  
 لیتی ہے شہود وجود۔ نہایت ولایت کی بدایت نبوت لاحق نہیں ہو سکتی  
 غایت امر اولیاء کا یہ ہے کہ عبادت بشریت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وسلم کریں جب شریعت محمدی خارج ہوں تو ہلاک ہو جاویں۔  
 امداد آں بند ہو جاتی ہے۔ ناممکن ہے کہ اللہ سے کوئی چیز باہر استقلال  
 لے سکیں سب انبیاء اور اولیاء امتداد حضرت سے لیتے ہیں۔ ایسا ہی الہام  
 ولی کا موافق شریعت کے ہوتا ہے۔ اگر خلاف شریعت کے ہو تو مردود ہے  
 اور وہ وسوسہ شیطانی ہے اور شیخ محی الدین نے لکھا ہے کہ مقام ولایت  
 کا اکمل ہے مقام رسالت سے تو مراد انہی یہ ہے کہ مقام ولایت نبی کافی  
 لفظ اکمل ہے مقام رسالت نبی سے کیونکہ متعلق ولایت نبی کا اللہ تعالیٰ  
 ہے۔ اور وہ متعلق دائم ہے دنیا اور آخرت میں اور متعلق نبوت اور رسالت  
 کا خلق ہے۔ تو یہ تعلق برائے ہو جاتا ہے بزوال تکلیف کہ موت کے ساتھ  
 زایل ہو جاتی ہے پس یہ تعلق دنیا میں رہتا ہے نہ آخرت میں عقیدہ  
 افضل اولیاء امت کے بعد الانبیاء المرسلین حضرت ابو بکر صدیق



میں پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ پھر حضرت علیؓ حدیث صحیح میں وارد ہے  
 ما فضلکم ابوبکر بکثرت صوم وکلاصلوۃ ولاکن بشی  
 وقسانی صدارۃ یعنی صدیق اکبرؓ بکثرت فضیلت لے گیا ہے ایک لفظ کے  
 ساتھ جو اس کے سینہ میں بھرا گیا ہے کثرت صوم صلوٰت سے فضیلت  
 نہیں شیخ ابوالحسن اشعری نے فرمایا کہ صدیق اکبرؓ ہمیشہ ابتداء سے عین  
 رضا الہی میں رہے کوئی حالت غضب کی انہیں نہ آئی نہ ایام جاہلیت میں  
 نہ ایام اسلام میں۔ ایام جاہلیت میں موحیدین میں تھی۔ اور ایام اسلام  
 میں اول مومنین سے خلافت اور فضیلت حضرت عمرؓ کی اور باقی خلفاء کی  
 بہ ترتیب باجماع صحابہ کرام جبرین انصار ہے۔ (حقیقہ ۴۴۵) بیان وجوب  
 کف یعنی رکھنا مشاجرات و مخالفت صحابہ سے کہ وہ سب ماجور تھے۔  
 کیونکہ سب باتفاق اہل سنت عدول ہیں اور محتہ مصیب ہو یا مخطی وہ  
 ماجور ہے اور مراد عدول سے مقبول روایت ہیں اور واجب و فرض ہے  
 اعتقاد وجوب محبت جمیع ذریت حضرت صلعم اور اکرام اور محترم الکا  
 یعنی حسنین اور اولاد انکی و حضرت فاطمہؓ وغیرہ کا قیامت الم (حقیقہ ۴۴۵)  
 اکبر اولیاء بعد صحابہ قطب ہے ثم افراد ثم ابدال  
 رضی اللہ عنہم۔ قطب زمان معانی حروف مقطعات کو جانتا ہے یعنی اوائل  
 سورتوں میں جو مقطعات ہیں سوال شان قطب کا کیا ہے۔ جواب  
 شیخ ابوالحسن شارلی نے فرمایا کہ نشان قطب کے پندرہ ہیں اول  
 مد و عصمت کی دوئم رحمت سوم خلافت چارم نیابت پنجم تدوین امان  
 عرش عظیم کی اور چہ کشف ذات احاطہ صفات ششم شہادت حکم و فضل  
 انفصال اول الزاویہ اثنی عشر حکم اقبل اور بعد و حکم من لا قبل لہ  
 ولا بعد لہ حکم احاطہ بکل علم و معلوم نام قطب کا ہر زمانہ میں عبادت

ہوتا ہے اور عبدالجبار موصوف ہوتا ہے تخلق و یحقق جمیع اسماء الہیہ  
 کے ساتھ حکم خلافت وہ مراۃ الحق ہے صاحب علم ستر قدر اور  
 اس کو علم و ہرالد ہو کا ہوتا ہے۔ اور مخفی ہوتا ہے کہ وہ محفوظ  
 ہے درخرا میں غیرت اپنی دین میں اسکو کوئی شبہ نہیں ہوتا اور  
 کوئی خطرہ علاوہ مقام اپنے کے نہیں گذرتا قوی کو قوی جانتا ہے  
 اور حسن کو حسن بڑا ثواب ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ولایت  
 قطبیت کی دیتا ہے تو اس کے واسطے ایک سریر حضرت  
 مثال میں قائم کرتا ہے اور وہ اسمیں جلوس کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ  
 کل عالم کو حکم کرتا ہے کہ اسکی بیعت کرو۔ سو املا یکہ اعلیٰ کے  
 سب بیعت کرتے ہیں۔ ملا یکہ زمین اور آسمان کے ارواح مہربان  
 اور خاصہ اس قطب کا یہ ہے کہ تجلیہ میں رہتا ہے ساتھ  
 اللہ کے یہ خلوت علوم اسرار کے ساتھ ہوتی ہے۔ قطب  
 بنور شمشیر ہوتا ہے۔ جیسا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ  
 اور کبھی فقط باللہ عدل ہوتا ہے اور خلیفہ ظاہر اس کا جواب ہوتا ہے  
 حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام  
 سے پوچھا کہ امام شافعی کا کیا درجہ ہے کہا اوتاد اربعہ سے ہے  
 پہرا امام احمد کا پوچھا فرمایا وہ صدیق ہے۔ غرض آئیمہ مجتہدین  
 اس سلسلہ میں داخل ہیں۔ شیخ نے باب ۳۱ میں لکھا ہے  
 کہ حدیث صحیحہ میں وارد ہوا کہ علیؓ علیہ السلام نزول کرے گا  
 اور ہمارے ساتھ ایمان لاوے گا وحی اسکی اور الہام اسکی  
 بند ہوگا مگر کشف ہوگا اور شریعت کے تابع ہوگا۔ ابتدا سے  
 عالم سے انتہاء تک قطب عالم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں



اور اقطاب بسا لو اب ہیں۔ ظہور جسدی حضرت معلوم تک (۲۵)  
 قطب گزری۔ قطب پر مدار عالم کون و فساد کی ہے۔ اور  
 اوقلا و اربع مدار جہات اربع کے یعنی شمال و جنوب و شرق و  
 مغرب۔ اور دو امان پر مدار عالم غیب و شہادت اور سات  
 اولیاء کی سات ابدال پر ہے۔ سات صفات باری تعالیٰ کی بدو  
 حافظہ ہوتے ہیں حیات و علم و قدرت و ارادہ و سمع و بصر و کلام  
 اور سات انبیاء سے فیض روحانی ہوتا ہے اول بدل اقلیم اول  
 فلک سابع خل روحانیت حضرت ابراہیم خلیل سے فیض پاتا ہے  
 اور انکے قلب پر ہوتا ہے اور اقلیم ثانی میں آسمان سادس  
 سے اور ستارے شیری سے اور قلب موسیٰ علیہ السلام سے  
 ہوتا ہے اور بدل ثالث فلک سادس ہے اور مریخ سے پاتا ہے  
 اور قلب دارون علیہ السلام پر ہوتا ہے اور رابع فلک رابع  
 اور شمس سے اور قلب ادیس پر ہوتا ہے اقلیم خامس سے اور  
 زہرہ سے اور و۔ قلب یوسف علیہ السلام ہوتا ہے اور اقلیم  
 سادس پر فلک سادس سے اور عطارد سے اور وہ بر قلب عیسیٰ  
 علیہ السلام و یحییٰ علیہ السلام ہوتا ہے اور اقلیم سابع پر فلک  
 دنیا سے اور فرشتے اور یہ بدل کبر قلب آدم علیہ السلام ہوتا ہے  
 عقیدہ وحی اولیاء میں و انبیاء میں کیا فرق ہے اور کیفیت  
 ادنیٰ (وحی انبیاء بزبان جبریل علیہ السلام ہوتی ہے بحالت  
 یقظہ و مشاہنت اور وحی اولیاء کی بزبان ملک الہام خواب  
 میں یا خیال میں یا معنوی یا کتابتہ اور کتابت میں کچھ خاصہ ہے  
 کہ ہر طرف سے پڑھتی جاتی ہے شیخ فرماتے ہیں کہ میں کعبہ شریف

میں ایک فقیر کو دیکھا اور سپر ایک وقتہ نازل ہوا جسکی کتابت ہر طرف سے  
 پڑھتی جاتی تھی سب کو یقین ہوا کہ یہ کتابت مخلوق کی نہیں اور کعبہ  
 عمل کرنا ناجائز ہے مگر موافق شریعت کے ہو۔ وحی ایک اشارہ  
 کا نام ہے جو قائم مقام عبارت کے ہوتا ہے فرق اتنا ہے کہ عبارت  
 سے خیال طرف سے مقصود کے جاتا ہے ایسا ہے اور کعبہ عبارت  
 کہتے ہیں کہ اس خیال عبور کر جاتا ہے اور اشارت عین ذات سے  
 کا نام ہے اس الہام کو دوسرا نہیں سمجھ سکتا یہ عین فہم مفہوم ہوتا ہے  
 یہ وجدانی امر ہے حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ نازل  
 ہو دینگے تو الہام اول کتاب ہوگا کشف تام ہوگا جو الہام پر زیادہ ہے  
 اس کشف سے معانی قرآن شریف اور حدیث کے سمجھنے اور تابع  
 شریعت محمدیہ کے ہو دین گے محل الہام کا نفس ہوتا ہے اور وحی  
 انبیاء کا قلب پر ہوتا ہے اور بواسطہ جبریل علیہ السلام جب لی کو فرشتہ  
 نظر آتا ہے تو خاموش ہوتا ہے جب کلام کرتا ہے تو پوشیدہ ہو جاتا ہے  
 مگر یہ خیال رہے کہ جو کچھ اولیا پر الہام ہوتا ہے حضرت محمد سے  
 ہوتا ہے عقیدہ بیان اولیا اللہ کہ وارث رسول کریم کے ہیں  
 منازل اولیا اللہ کے دولا کہ اہل بیت ہزار نو سون سال میں دلی کو  
 جمیع مقامات میں نزول کرنا ضرور ہے ہر منزل میں بے نہایت عسوم  
 عطا ہوتے ہیں یہ منازل شعا صدر امت محمدیہ کا سچا امم سابقہ سے  
 کوئی اس مرتبہ سے ذائق نہیں پاتا اور اولیاء اللہ کو علی قدم الانبیاء  
 علی قلب الانبیاء کہتے ہیں یعنی جس نبی سے اور کوفیض پہنچے وہ آگے  
 قدم اور قلب پر کہلاتا ہے ورثت الانبیاء علماء اولیا رہیں علماء حافظہ  
 احکام ظاہرہ کے ہوتے ہیں اور اولیا حافظہ احوال اور احکام باطنہ



کے ہوتے ہیں اور بعض علماء حافظ احکام ظاہر اور باطن کے ہوتے ہیں  
**سوال** وارث محمدی و وارث غیر محمدی میں کیا فرق ہے جو اب  
 فرق یہ ہے کہ وارثان محمدی کے کرامات اوسکے قلب میں ہوتے ہیں  
 اسکو خاص لوگ جانتے ہیں اور وارث غیر محمدی کے یعنی باقی انبیاء  
 کے ظاہر شہرہ آفاق ہوتے ہیں وارث محمدی جامع جمیع علوم انبیاء  
 کا ہوتا ہے یا در ہے کہ وارث کامل کوئی نہیں اگر کامل ہوتا تو رسول  
 ہوتا یہ محال ہے وراثت دو قسم ہے ایک معنوی دوسری محسوس معنوی  
 وہ ہوتی ہے کہ نفس اخلاق مذمومہ سے پاک ہو اور مکارم اخلاق کے  
 ساتھ موصوف ہو اور دوام ذکر الہی ہو بخضرت قلب اور محسوس وہ ہے  
 کہ حضرت کے افعال اور اقوال اور احوال کا حافظ اور مخبر ہو عہدہ  
 صوفیہ کرم ہدایت پر ہیں اور طریقہ جنید یہ یعنی حضرت جنید کا اقوام  
 مرقی ہے صوفی نام ہے فقیہ عامل بعلم کا کہ مجتہد فی الطرق ہو مطلع بر  
 وقایق ہزارہ شریعت جسے مجتہدین فروع شریعت میں جبطح فروع شریعت  
 میں واجبات محرمات اور مندرجات مکروہات و خلاف اولیٰ ہوتے  
 ہیں ان سے علاوی باطن شریعت میں مجتہدین طریقت مقرر کئے ہیں  
 مکروہ مجتہد مقلد ظاہر شریعت کے اور اجماع امت کے ہوتے ہیں جو شخص  
 ان میں سے دعوائے کمال کا کرے اور مقلد صریح شریعت اور اجماع کا نہ ہو  
 وہ کاذب ہے حضرت علی خواص فرماتے تھے کہ کامل فی الطریق تب  
 ہوتا ہے جب عالم اوس مقام سے لے جائے آئمہ مجتہدین نے لیا ہے  
 کرامات جو اولیٰ ظاہر ہوتے ہیں عالم ظاہری سے نہیں ہوتے جب  
 تک کہ اوسکے طریق پر نہ چلے شیخ ابوالحسن شاذلی نے فرمایا یہ طریقت  
 ایک طریق ہے جسے اخلاق مرسلین کے جمع کئے ہیں شیخ ابوالقاسم

جنید قدس سرہ بالا اتفاق سیدہ الطائفہ ہے فرماتے تھے کہ ہمارا علم  
 مشید بالکتاب والسنن ہے فقط اجماع اور قیاس تابع کتاب اور سنت  
 کے ہیں اگر کوئی اختلاف انکار علماء کا صوفیہ پر ہوا ہے بسبب  
 وقت مسائل صوفیہ کرام کے واقع ہوا نہ بسبب حضور و ائمتہ شریعت  
 فی نفس الامر لا پس عہدہ 4 جمیع ائمہ مجتہدین ہدایت پر ہیں اور  
 التذکرہ طرقتے اوسکے اجتہاد پر اجرتا ہے اگرچہ اوسنے خطا واقع  
 ہو حدیث میں وارد ہے کل شیخ ہدایتین صلیب یعنی جو مجتہد ہے  
 اوسکو اجر ملتا ہے اگرچہ خطا ہو مجتہدین کا اپنے اپنے مقلدین پر  
 قیامت تک احسان ہے کہ مقلدین بلا تکلیف عامل بالشرائع ہیں  
 سنن بہیقی میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو عہدہ قضا  
 کا دیا تو فرمایا کہ کتاب اللہ میں دیکھنا اگر صاف ملے کسے سے نہ  
 پوچھنا اگر صاف قرآن شریف میں نہ ملے تو سنت حضرت صلعم کا  
 تابع ہونا اگر سنت میں بھی صاف نہ ملے تو اپنی رائے سے کوشش  
 کرنا ماسے مجتہد قول بالادای فی دین اللہ سے بیزار نہیں خدا  
 کی بریت کا یہ ہے کہ بہیقی میں حضرت عمر سے روایت کیا ہے کہ  
 فرماتے تھے جب لوگوں کو فتوے دیتے تو فرماتے امام ابوحنیفہ سے  
 مروی ہے لا یلغی لمن لا یعرف دلیل ان لغتی بکلامی جو  
 میری دلیل کو نہ جانے میری کلام کے ساتھ فتوے دینا اوس کو  
 مناسب نہیں امام مالک کہتے تھے کوئی شخص جو فتوے دے  
 اپنی کلام سے ماخوذ ہو گا یا اوس پر مردود ہوگی سوا ذات رسول  
 خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے۔ امام شافعی کا قول ہے -  
 اذا اصاب الحدیث فهو مذہبی اور نیز امام شافعی کا قول ہے



جب تم میری کلام کو حدیث کے مخالف دیکھو تو حدیث پر عمل کرو  
 اور میری کلام کو دیوار پر مارو۔ اور امام احمد کہتے تھے کسی کو اللہ  
 و رسول کے ساتھ کلام نہیں امام احمد کا مذہب کسی کتاب بدون  
 نہیں ہوا سارا مذہب اسکا لوگوں کو زبانی یاد ہے تیس ہزار مسئلہ  
 نماز میں انہوں نے بتایا کسی نے مسئلہ پوچھا تو جواب دیا کہ کسی کی  
 تقلید نہ کر نہ میرے مالک کی نہ اوزاعی کی نہ غیر کی تو حکم و مان سے لے  
 جہان سے انہوں نے لیا ہے یعنی کتاب اور سنت سے قطعیہ خطاب  
 اون لوگوں کو ہے جو قوت اجتہاد کی رکھتے ہیں یعنی معانی کتاب  
 سنت کو اصول قواعد تک جانتے ہیں تو سوائے مجتہد کے کوئی نہیں  
 جانتا جو غیر مجتہد ہو اور میری تقلید ایک امام کی واجب ہے والا  
 بلکہ وصلیٰ عید الوہاب شعلانی سوال مجتہدون نے جو اسباب  
 احکام کا کیا کس دلیل سے کیا جواب اونکی دلیل اجتہاد میں وہ  
 اجتہاد ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شب سراج تحفیف  
 صلوٰۃ میں فرمایا کہ درمیان موسیٰ اور حق تعالیٰ کے مراجعت فرما  
 رہے اللہ تعالیٰ نے جب امت پر سچاں نماز فرض کی تو حضرت  
 صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت موسیٰ کے پاس آئے دل میں کوئی غم نہ  
 نہیں تھا اور نہ زبان پر کوئی کلام کہ یہ کثیر ہے جب موسیٰ نے فرمایا  
 یہ بہت ہیں آپ مراجعت فرماؤ تحفیف کراؤ حضرت متردد ہوئے  
 کہ شفقت امت پر تحفیف کرانا چاہتی ہے تاکہ تکلیف میں نہ  
 پڑیں اور اللہ تعالیٰ کا حکم واجب التسلیم ہے اب وہ حال سے  
 اونے کیا ہے یہی اجتہاد تھا جب شفقت امت کا خیال غالب ہوا  
 حضرت موسیٰ کا قول تسلیم کر کے مراجعت فرمائے اس مراجعت میں

جبر قلم ہوئی یہی تھا اس واسطے کہ موسیٰ جب رجوع اپنے قلب کی  
 طرف کرتے تو یہ خیال شفقت امت کا خیف ہو جانا کیونکہ سچاں نماز  
 میں کوئی مشقت نہیں تھی اللہ تعالیٰ امت کو قوت دیدینا اور اللہ تعالیٰ  
 موسیٰ سے زیادہ رحم والا ہے اور لا ینکلف اللہ لفسا کالاً و سہلاً  
 ہے جب موسیٰ اس مراجعت سے حیرت میں ہوئے تو اللہ تعالیٰ  
 نے فرمایا یا یبدل القول لدی اس قول سے دلدار می موسیٰ  
 کی فرمائی اور اشارہ فرمایا کہ قول اول سچاں تھا قابل تبدیل تھا  
 اور قول الہی قابل تبدیل بھی ہوتا ہے اور غیر قابل تبدیل بھی  
 پہلا قول موقوف تھا دوسرا حکمی۔ اس قصہ میں مشروہ صفت اجتہاد  
 کے برائے ائمہ مجتہدین میں واقعہ ہے کہ قلب مبارک حضرت کا  
 اجتہاد سے متردد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے جبر فرمایا اور یہ ایک صفت  
 قابل اقتدا فرمائے۔ لقد کان فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ جو  
 حضرت کا حال مبارک بھیجے وہ واجب الاقتدا ہے اور نیز قول  
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا من سن سنۃ فلا الجہا واجرہ من  
 عمل بہا ائمہ مجتہدین کو اجتہاد پر بڑا باعث ہے کسی شخص کو جائز  
 نہیں کہ مجتہد کے حکم میں طعن کرے کیونکہ حضرت نے مجتہد کا حکم  
 مقرر و مسلم رکھا جو مجتہد پر طعن کرے اس شخص پر طعن کیا  
 لغو ذبا للہ حضرت نے فرمایا کل مجتہد مصلک بہ ائمہ  
 مجتہدین قیامت میں صفوف انبیاء اور رسل میں ہونگے اور  
 کوئی نہیں ہوگا عقیدہ کرامات اولیاء حق میں اہل سنت و جماعت  
 کا یہی اعتقاد ہے اکثر منکر ہیں ان کا قول ہے اگر کرامات اولیاء  
 اللہ کے ظاہر ہوں تو فرق درمیان کرامات اور معجزہ کے مشکل ہے



جواب یہ ہے کہ یہ فرق ظاہر ہے معجزہ بوقت دعوی نبوت کے ظاہر ہوتا ہے اور کرامت میں دعوائے نہیں اگر دعوائے نہیں اگر دعوائے کرے تو شعبہ ہوجاوے اور کرامت اولیاء میں انکار ناممکن ہے کیونکہ حضرت مریم کے واسطے نہ جاری ہو گئی اور خشک کھجور نے چوہارے تازے ڈالے اور جب حضرت ذکر یا اوکر پاس جاتے تو ہر طرح کے میوے تازے پالتے وہ بھی حیران ہو گئے اور فرمایا کہ کہاں سے آئے لیکن عند اللہ اور آصف بن برخیا خوش بقیں کالجہ البچہ میں لائے آصف اور مریم پتیر نہیں تھکر اور تین مسافر بنی اسرائیل کی غار میں بند ہو گئے تھے تو اعمال صالحہ کے یاد کرنے سے اور توسل پکڑنے سے پتروان سے ہٹ گیا۔

عقیدہ اہل ایمان اسلام اور ایمان یہ دونوں متلازم ہیں (اسلام شرعی عبادات کا نام ہے تلفظ شہادتین اور اقامت صلاۃ اور ادا لے زکوۃ صوم و حج پھر ارکان اسلام کے بدو ایمان کے قائم نہیں ہو سکتے ایمان تصدیق قلب کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ حضرت لائے آدمی مکلف بایمان اس طرح پر ہے کہ جواب باب ایمان کے ہیں وہ طیار کرے توجہ ذہن کے اور فکر کرنا اور کان رکھنا اور موافق سے ہٹنا یہ سب فعال اختیاری ہیں یہ مدار تکلیف کی ہے پس یہ خیال کرنا کہ تصدیق جسکا نام ایمان ہے وہ قسم علم کا ہے اور علم کیفیت نفسانی ہے اور آدمی مکلف بافعال اختیاری ہوتا ہے یہ کیفیت اس کی اختیاری سے باہر ہے یہ خیال غلط ہے کیونکہ اس کیفیت کا اختیار ہے حاصل کرنا باستعمال اسباب ہے و فکر نظر جو اختیار ہے

یہ عبادت اللہ تعالیٰ کی جاری ہے کہ جب یہ اباب مرتب ہو اس تو اللہ تعالیٰ شرح صدر فرمادیتا ہے اور وہ تصدیق جلوہ گر ہوتی ہے سوال ایمان مخلوق ہے یا غیر مخلوق (جواب ہدایت اللہ کی غیر مخلوق ہے وہ صفت ہے صفات اللہ سے صفات اللہ تعالیٰ ہیں اقرا باللسان یہہ مخلوق ہے اعمال ابد سے ہے تجور محدثین اور محضرہ اور خواجہ کا مذہب ہے کہ ایمان فقط تصدیق نہیں مجموع تین چیز کا نام ہے تصدیق اور اقرار اور عمل بمقتضائے اعتقاد کہتے ہیں جسکا اعتقاد نہیں وہ منافق ہے جسکو اقرار نہیں وہ کافر ہے جسکا عمل نہیں وہ فاسق ہے اتفاقا عند اہل السنۃ کافر ہے عند الخوارج اور عند المعتزلہ خارج از ایمان غیر داخل در کفر علامہ تاج الدین سبکی نے کہا ہے کہ تلفظ بالشہادۃ شرط ایمان کی ہے یا شرط ایمان ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے کلام امام غزالی سے معلوم ہوتا ہے کہ شرط ہے نہ نہ شرط یہہ ایک واجب ہے واجبات سے کمال الدین نے کہا ہے کہ یہ شرط ہے برائے اجرائے احکام شرعیہ اور جمہور محققین کا مذہب اول ہے کہ یہ شرط ہے برائے عبادات پس اسلام و ایمان متلازم ہیں شمس الائمہ نسخی اور فخر الاسلام بزدوی علیہما السلام قائل ہیں کہ جو تصدیق کرے اور وقع اقرار کا او سکون سے بقول تمہار کافر ہو جاوے اور یہ خلاف اجماع کا ہے (اعتقاد حق) ایمان متجزی ہو سکتا ہے یا نہیں (جواب ایمان ایک چیز ہے کوئی اجزا بدن میں متفرق نہیں ایک نور ہے منتشر جمیع اعضاء میں جب ایک عضو کا ناجاوسے ایمان دل میں رہتا ہے پس اسلام عمل ہے اور ایمان تصدیق ہے احسان رویت ہے کا قرویت



یا یون کہو کہ اسلام النقیاد ہے ایمان اعتقاد احسان اشہاد جسمین  
تین اوصاف ہوں وہ منکر تجلیات الہی کا نہیں ہوتا چاہے  
تجلی آخرت میں ہو یا دنیا میں جو شخص کہ جامع بین اوصاف ثلاثہ  
کا نہ ہو وہ منکر ہوتا ہے (بخالتہ) شیخ قدس سرہ نے باب ۲۶۴  
فتوحات میں لکھا ہے جو مرتا ہے وہ سوسن ہو کر مرتا ہے مگر یہ ایمان  
بالنہیان ہوتا ہے یہ ایمان نافع نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے -  
فامریک ینقہم ایمانہم لہما و بائنا یعنی اؤنکا ایمان نافع  
نہیں ہوا جب اؤنوں نے ہمارا عذاب دیکھ کر مانا فرعون نے ہی مرتے  
وقت لا الہ الا الذی امننت بہ بنوا اسرائیل وانا من المسلمین  
پڑا مگر یہ ایمان نافع نہ ہوا فرعون کا ایمان عند الجہور غیر مقبول ہے  
مگر ایک جماعت نے مقبول لکھا ہے منجملہ اؤنکے ابو بکر باقرانی ہے اور  
بعض متاثر (تکملہ) اس سے معلوم ہوا کہ جس نے شیخ  
کیطرن منسوب کیا ہے کہ وہ یہ قبولیت ایمان فرعون کے قابل  
ہیں وہ مغتری ہے (تحقیق) و حقیقت احسان حقیقت احسان  
کی یہ ہے ان لہید الہید سربہ کا نہ یدراہ یعنی بندہ اپنورب  
کی عبادت اسطیج ہے کہے گویا اوس کو دیکھتا ہے جیسا حدیث  
سوال جبریل میں حضرت سے واقع ہوا کہ اسلام ایمان احسان کے  
معنی مشر و خاد و اخ ہوئے علم عبد کا کہ اللہ اوسکو دیکھتا ہے اکمل فی  
التزویہ ہے اوس سے کہ عبد حق تعالیٰ کا شاہد ہووے کیونکہ بندہ  
کی رویت بقدرہ اثر عقل کے ہوگی اور رویت اللہ کے بقدر رویت  
ابھی ہوگی مقام احسان میں جب بندہ عبادت کرتا ہے تو فعل اپنی  
طرف منسوب نہیں کرتا فقط فعل علی ہے کہ اسکے جوارح سے صادر ہوا

یہ مقام اخلاص کا ہے کہ اپنے نفس کو شریک اللہ کے ساتھ نہیں پاتا  
شیخ نے فرمایا کہ ایمان اسلام پر مقدم ہے اور اسلام ثانی اور احسان  
ثالث اسکے ساتھ وتر ہونا ثابت ہوا و تراشرف المرآتہ ہے اور یہ  
ثالث اول لا فرد ہے تصدیق مشاہدہ فی الخیل ہے ہوتی ہے اور  
اسلام النقیاد ہے اور النقیاد اسے ہوتا ہے جو اپنا تاجید جید اللہ  
دیکھے ایسا دیکھنے والا مطیع طوعاً ہوتا ہے اور نہ دیکھنے والا مطیع کرنا  
ہوتا ہے اور احسان یہ ہے کہ عبادت اللہ کی ایسی ہووے کہ بندہ گویا  
خدا کو دیکھتا ہے اگر بندہ نہ دیکھے تو اتنا جانتے کہ خدا اوسکو دیکھتا ہے  
سید علی بن وفا فرماتے ہیں احسان سے بالاتر مقام ایقان کا ہے اس  
کلام میں متفرد ہیں مقام احسان میں معصیت تصور نہیں ہوتی یہ مقام  
انبیاء کا ہے وہ معصوم نہیں اور اولیا محفوظ ہیں کیونکہ اغلب احوال  
اونکے مقام احسان میں ہیں نہ دوام غایت معصیت اہل احسان کے  
ترک اولے ہے اور ترک اولے انبیاء کا برائے تعلیم است ہوتا ہے  
اوس ترک میں بھی اونکے ترقی ہے کیونکہ تعلیم فرماتے ہیں کہ اگر خلاف  
واقع ہووے تو ایسا کرین یعنی استغفار کرین مکر وہ اور حرام اولے  
صادر نہیں ہوتا (تحقیق) انا مومن انشاء اللہ کہنا جائز ہے  
یا نہیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا مقاصد میں اکثرین سے  
منع منقول ہے عقاید نسبی میں ہے لا یبغی ان یقول لعلہ انا  
مومن انشاء اللہ سعد الدین تفسارانی اسکے یہ معنی کرتا ہے کہ ترک  
اسکے اوبالے ہے پھر تفسارانی کہتے ہیں کہ فریقین میں حقیقتہ معنوی  
اختلاف نہیں کیونکہ اگر مراد از ایمان مجرد حصول یقین تصدیق قلبی ہے  
وہ تو حاصل ہے فی الحال اور اگر مراد ثمرہ ایمان کا ہے یعنی نجات



کے در حق عاصیان اہل کبائر ثابت ہے عقیدہ ۵۶۵ ہر عاصی پر  
توبہ واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَلْتَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا**  
**إِلَيْهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ** اور مہرگان غاضان کو تلافین مائی  
ہے **فَتَتَابَعُوا عَلَيْهِمْ** فیکتوؤوا اشارہ ہے کہ اول توبہ خدا کی طرف  
سے پھر بندہ کی طرف سے باب تعلیم الکریم سے خصم کو جنت کی کہ جب  
وہ محبوب ہو تو طریق جو اب کا تعلیم کر دیتی ہیں یعنی پہلے خدا تعالیٰ  
رجوع فرماتا ہے توبہ گنہ سے تا جب ہوتا ہے قیامت کے دن **مُحَدِّثًا**  
سے یہ خطاب ہو گا کہ تم نے اس بات سے توبہ کیوں نہ کی جو اب دینگے  
یہ تعلیم باری تعالیٰ کہ خداوند اگر توبہ رجوع فرماتا تو ہم توبہ کرتے جو عارف  
ہے وہ سوال کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اوپر توبہ کرے یعنی رجوع فرمائے  
کا کرے غرض یہ ہو جاتی ہے کہ بندہ سائل ہے اور معترف ہے ہیو اگر  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا** ایہا المؤمنون یعنی  
رجوع کرو طرف توبہ اور دعا کے جیسا کہ تمہارے باب آدم علیہ السلام  
نے کیا کہ آدم علیہ السلام سے برصورتہ خلاف ہوا نہ بالمعنی  
کیونکہ اکلہ از شجرہ پھیل نطقی اور انتہا کہ حرمت نہیں تھا محض  
بہ لغو و تقدیر الہی تھا اور یہ توبہ اور رجوع جو ہے محض واسطے  
اس بات کے ہے کہ میری نسبت علم اللہ تعالیٰ میں کیا ہے اگر نجات  
ہے تو ضرور اوہ کا وقوع ہوتا ہے اس وقوع سے توبہ کرتا ہے حضرت  
آدم مقام توبہ کے عارف کامل تھے کہ اقرار یہ شمع کر کے دعا کی  
پس ناصح بالنفس وہ شخص ہے کہ حضرت آدم کا تابع ہو کہ اگر  
بدعی قوت کا اور مقام و مرتبہ کا ساتھ تقدیر الہی کے ہو توبہ ادبی  
ہے عارف کامل پہلے سے معترف بالثبوت ہوتا ہے بنی اسرائیل

میں کوئی شخص کامل تھا اوستے جناب باری میں عرض کی اگر توبہ  
عبادت کے واسطے فراغت دیوے اور محکوم سے حال پر چھوڑ  
دیوے میں تجھ کو ایسے عبادات دکھلاؤں گا کہ کبھی کسی بندہ نے نہ کی  
ہو یہ کہہ کر خلوت نشین ہوا اوستے دن سے تو رات کہول کر ساہمنی  
رہے لوگوں کو حکم کیا کہ محکوم کوئی نہ بلاوے ابھی عصر کا وقت نہیں  
ہوا تھا کہ اوستے خطا ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ واقعہ  
بزرگوں کے اس واسطے بیان کئے تاکہ ہم اللہ کے ساتھ وہ ادب کھین  
جو اوہنوں نے رکھا طاعت کی توفیق اس واسطے دی کہ شکر کرے اور  
معصیت کی قوت اس واسطے دی کہ استغفار کرے مباح اس واسطے کہ  
کہ اپنے مقام کے مطابق اسکو طاعت میں لاوی یا معصیت میں رہے  
کیونکہ مباح کو نیت بدل دیتی ہے عارف مباح کو محمود بنا لیتا ہے  
اور غیر بھی معصیت بنا لیتا ہے تو عرض بندہ ہر وقت راجع الی اللہ  
چاہئے بندہ میں ایک جزو بشر سے خیر نہیں ہے جس سبب سے  
یہ مکلف ہو گیا وہ اس سے الگ نہیں ہوتے اوکو بہت نسبت فعل کے  
اسکی طرف ہے اور اوستے پر اوکو مواخذہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ  
نے بدون دعویٰ کے مواخذہ نہیں فرمایا مدعی اسکی جزو بشریت  
کے ہے عقیدہ ۵۶۵ میزان خطرات اور وہ بر قلب نبی آدم میرا  
ان خطرات کے شریعت ہے یہ خطرہ تین حال سے خالی نہیں +  
ماور بہ ہو گا یا نہی عنہ یا مشکوک فیہ جو خطرہ دل میں آوی اسکو خاطر  
کہتے ہیں بندہ دیکھے اگر جنس امر معروف سے ہے تاخیر نہ کرے تو  
یہ حمل سے ہے اللہ تعالیٰ نے نوازش فرمائی کہ دل میں خطر  
ڈالا کہ عمل کرے اور مجھے خیال کہ اس عمل سے عجب یار یا پیدا ہو دی گا



اسکا بالکل خیال نکرے کہ اعتبار اول امر کا ہے اگر اول اخلاص ہے  
تو سارا اخلاص ہی شمار ہوگا اگر عجب ریا پیدا ہو ہی گیا ہے تو مستغفار  
کرے و جو با دوسترا خطرہ بدی کا ہو اوکو جہان تک ہو دی روکو وہ  
شیطان سے ہے اول خطرہ سے استغفار کرے تیسرا مشکوک فیہ  
کہ بندے کو معلوم نہیں کہ نیکی ہے یا بدی ادب کا استغفار ہے  
کہ رک جاوے مشکوک وضو کرنے والا خیال کرتا ہے کہ تین دفعہ اگر  
وہ چون تو سنت ہے چار دفعہ ہو ورن تو حرام ہے اس خوف سے  
چوتھی دفعہ ہو دی حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ قلب عہد کی طرف ویر  
اللہ کے آتے ہیں جنکا نام خواطر ہے اور بندہ کے دل میں اتنا ہی  
ٹھہرتے ہیں مروجہ اور عبور ہوتا ہے وہ پیغام بندے کو دیکر چلے جاتے ہیں  
ستر نما آٹھ پھر میں آتا ہے شب حدود ملائکہ داخلین در بیت المعمور کے  
ستر نما ہر روز داخل ہوتا ہے بندے کو ان سفیروں سے غافل نہ ہونا  
چاہیے اگر تو بیدار رہے تو ترے وہ گواہ نیکے کے ہیں اور خوش  
ہوگی اگر تو غافل ہے تو وہ اوداس ہو کر چلے جاوینگے کہتے کچھ نہیں  
اللہ کے پاس شکایت کرتے ہیں صوفیہ کے نزدیک پانچ خواطر ہیں  
ایک تو قلب پر آتا ہے واسطے ادائے فرض کے دوسرا واسطے استیج  
کے تیسرا واسطے حرام کے چوتھا واسطے مکروہ کے پانچواں واسطے مساج  
کے ان پانچوں رستوں میں ایک فرشتہ ہے مقابلے شیطان کے  
جب شیطان اوکو حرام مکروہ کا حکم کرتا ہے تو فرشتہ روکتا ہے یہ  
جو اہیت میں جب تک بندہ کام نکرے تو خطرہ بدی کا معاف ہے یہ نسبت  
کل کے ہے یا بعض کے اور یہ اہیت شریف وان تبدوا مانی الفسک  
او تحفوا یحاسبکم بہ اللہ غیر منسوخ ہے یا منسوخ ہے در حق

اس میں اختلاف ہے جو منسوخ کہتے ہیں وہ کل امت کی نسبت منسوخ  
کہتے ہیں لیکن عام کتابوں میں لکھا ہے کہ مواخذہ ہوگا مگر یہ بات معلوم  
کرنے چاہئے کہ جو خطرہ قرار نہ پڑے وہ معاف ہے مگر ورنہ کہ وہ خطرہ  
معاف نہیں قرآن شریف میں ہے کہ من یؤد دینہ بالحقا دلہ  
یعنی جو اس جگہ ظلم کا ارادہ کرے تو اوکو عذاب ہے اس سبب  
عبداللہ ابن عباس نے طایف میں رہنا اختیار کیا کیونکہ خطرات  
کا بند کرنا ان کے اختیار نہیں اور اہیت میں بطلیم فرمایا یہ جو  
حدیث میں آیا ہے کہ حدیث نفس مغفور ہے جب تک عمل نہ کرے  
یا کلام نکرے تو پھر ارادہ مستقر پر کیوں مواخذہ ہوگا جواب  
حدیث نفس اور ہے اور ہم بالشیئی اور ہے حدیث اول خطرہ کا نام  
اور ہم اوسکے استقرار کا نام ہے اور کہ شریف میں عذاب الیم سک  
و عید عام ہے چاہی ہم ادسکا کرے یا کرے مگر یہ عموم مسجد حرام میں ہے  
مابج از مسجد نہیں اگر اپنے ہم کو چوڑ دیوے خالص بتد تو اوپر  
عند کتاب ہو تا ہے اگر خالص بتد نہ چوڑے کسے اور سبب چوڑ  
تو اوپر کوئی ثواب نہیں اور نہ عذاب ہے ہم ارادہ کا نام ہے یہ  
حدیث نفس سے جدا ہے (سوال) حبید و سوسہ شیطان کا مبارز  
میں بہت ہو اوکا حکم کیا ہے جواب وہ شخص ایسا ہے جیسا کہ شیطان  
کی فوج میں نماز پڑھے صلوۃ الخوف اگر نماز کو قطع کر کے شیطان کے  
مخار بہ میں مشغول ہو دی تو ظاہری ارکان ادا کر لے جیسا جاہد نماز اشارہ  
سے کرتا ہے و سوسہ شیطان کا اوکو کوئی ضرر نہیں کرتا غرض جو  
شخص خواطر کو جدا جدا نہ جانے وہ سجا ست نہیں پاتا عقیدہ ۸ھ  
عدم تکفیر اہل قبلہ پر سبب ذنوب اور بدعات کے جو احادیث



انکے تکفیر میں وارد ہیں وہ منسوخ ہیں یا مؤل یا تغلیظ و تشدید ابن  
عباس وغیرہ نے فرمایا ہے کہ یہ کفر اسلام سے خارج نہیں کرتا۔ جیسی تکفیر  
شارب خمر کے یا جادوگر یا کاهن کے پاس آئو ایکے۔ جو شخص بدعت  
کے ساتھ اہل قبلہ سے خارج ہوتا ہے وہ منکر حدوث عالم کا ہے اور منکر  
بعث کا اور منکر نشر حیات کا اور منکر علم جزئیات کا نسبت باری تعالیٰ  
کے غرض جو پیر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لاسے اور بالتواتر ثابت  
ہوا اور کامنکر کافر ہے یہ حدیث مستفرد امتی علی بیف و توحید  
فرقہ کلمہ فی النار لا واحد الا مراد اس واحد سے فرقہ الہست  
وجامع کا ہے باقی فرقوں کے اصول جہ ہیں۔ مشتبہہ مقطلہ جبریدہ  
قدیریہ رافضیہ خوارج ہر ایک کے بارہ بارہ شعبے ہیں کفر بمعنی تکذیب  
ہی آتا ہے تکذیب چار قسم ہے اول تکذیب یہود و نصاریٰ کے  
یہ کفر ہے بلا شک دوم تکذیب نبوت جیسے ہم یہ انہوں نے کل شراخ  
کا انکار کیا بلا شک ہی کفر ہے سوم تصدیق رسل کے کرتے ہیں لیکن  
انکے پیروں کو نہیں مانتے منکر نشر و غیرہ کیہ فلاسفہ ہیں انکار  
اس واسطے کہ کذب انبیاء کا جائز رکھتے ہیں اسی میں باب نبوت کو مسدود  
کرتے ہیں انکے تکفیر واجب ہے ایسی ہی حلو یہ کہتے ہیں کہ روح الالہ  
لے پیغمبروں میں حلول کیا اللہ تعالیٰ کے عصا ہیں برہوریت حرور  
ہجاء ایسے ہیء خطابیہ کہ جعفر بن محمد صادق کو الہ کہتے ہیں ایسی ہے  
صابرہ سیکھلے بن ابی طالب الہ ہیں جب حضرت علی کو خیر موعی  
اونکو اک میں جلائے کا حکم دیا اک میں جلتی تھی اور جلائے تھی کہ اب  
سچ ہوا کہ تو الہ ہے جب باولشاہوں اسلام کو یہ خیر موعی تو قدریہ  
کو مجوس سے ملایا اور حلو یہ کو مژندوں سے اور مجسمہ کو ہست پرستوں سے

کہتے تھے کہ یہ کفر ہے اگر رجوع نکرین تو جو حکم علماء کا ہو وہ کیا جاوی  
قسم چارم تصدیق رسل کے کرتے ہیں لیکن تاویل کرتے ہیں جیسے  
معتزلہ اور سنجاریہ اور روافضیہ و خوارج اور شیعہ اماموں نے اختلاف  
کیا ہے کہ تاویل حد کفر کو پہنچتی ہے یا نہ بعض کہتے ہیں کہ تاویل  
کفر ہے بعض کہتے ہیں کہ کفر نہیں غرض جو مخالفت رسل کی کرے  
وہ کافر ہے مجرد انکار کرے یا خطائے تاویل کرے انیسر حکم کافرو  
کا جاری کرتے ہیں عقیدہ ۵۹ اسباب شہوات کفار کے دنیا  
میں کہانا پینا عورتیں وغیرہ اشد راج ہے ان پر عذاب ہوگا کیونکہ  
کافر کا کفر پر مرنے اور اصرار کفر پر کرنا ثابت کرتا ہے کہ یہ لہذا غیر  
اوسکے نفی پر موجب عذاب ہونگے علاوہ بر عذاب کفر معتزلہ کہتے  
ہیں کہ یہ لہذا نیر نعمتین ہیں۔ ان پر شکر مترتب ہوتا ہے اور  
بعض محققین نے کہا ہے کہ لہذا نیر کفار کرامت نہیں اور نہ امانت  
ہے ان کے قوام کے بدن کے واسطے جو تقدیر میں لکھا تھا وہ دیا  
خیرات جو کفار کے صادر ہوتے ہیں انکے جزا دنیا میں ملتی ہے صحت  
بدن وسعت رزق اور آخرت میں اونکو کچھ نصیب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ  
نے فرمایا انکے لایضیع اجر من احسن بوعت کرم خود اگر اوس  
کافر کو اسلام نصیب ہو تو جن یا اعمال میت شرط نہیں جیسا کہ پیاسو  
کو پانے دینا اور یہو کہوں کو روٹی دینی جہان نوازی کرنے صلہ رحم  
اور عشق اہل کائنات اسلام پر زیادہ ملیگا جیسا کہ حضرت نے  
حکیم بن محمد کو فرمایا جب وہ اسلام لایا کہ اسلمت علی سلف  
لک من خیر اوس نے اپنے نیکیوں کا بیان کیا تھا جو جاہلیت  
میں تھے ہمیں شیخ عمر الدین بن عبد السلام نے کہا دنیا دار الکرا



نہیں جنت دارالکرامت ہے دنیا میں جو انہیں جب شکر کا ہن  
 اگر شکر ادا کیا جاویں تو موجب عذاب کا ہونگے نہ لتسلن یومئذ  
 عن النعیم عقیدہ ۶۰ خلیفہ اور ملک میں یہ فرق ہے کہ خلیفہ اسماء  
 الہیہ کا اور مصارف اسماء کا عارف ہوتا ہے اور ملک پر لازم نہیں  
 حضرت نے فرمایا کہ خلافت امیرتیں ہیں ہے جو ختم ہو گئی بعدہ  
 ملک ہے کیسا ہی ہوا طاعت سب کی واجب ہے کیونکہ اطیعوا اللہ  
 واطیعوا الرسول واولی الامر منکم شیخ نے فرمایا باب ۶ میں  
 کہ اللہ تعالیٰ نے سموات میں ملائکہ نصیب مقرر فرمائے ہیں  
 ہر ملک کا ایک ستارہ مرکب ہے اور آسمان رات دن میں دورہ تمام  
 کرتا ہے وہ ملک پر رحمت کی حالات دیکھتا ہے اور مابین ولات  
 سموات اور ارض کے مناسبات اور روابط میں عدل لایۃ ارض  
 کا مظہر از عیوب ہے اعمال کی طرف ولایۃ اسمانی نظر کرتے ہیں اور  
 حسب اعمال اونکے مدد یا ملامت کرتے ہیں عقیدہ ۶۱  
 کوئی شخص ہوا انتقاء راجل کے نہیں مرنے بہت معزلہ کا قول ہے کہ مقتول  
 اپنے راجل سے نہیں مرنے اگر مقتول نہ ہوتا زندہ رہتا جواب اسکا یہ ہے  
 موت طبعی اس مقتول کی تقدیر میں بنتی جبکہ علم اللہ کو ہے خواہ  
 قتل ہو جاوے یا بغیر قتل ہو جائے معزلہ کا قول یہی ہے کہ بعض معزلہ  
 کہتے ہیں کہ قاتل نے عمر مقتول کی کاٹ دی دلیل اونکے حدیث قدسی  
 یہی چہان وارد ہوا کہ جو شخص اپنے نفس کا قاتل ہو اللہ تعالیٰ  
 فرماتا ہے بادسری عبدی یعنی جلدی کے بندہ میری  
 نے جواب یہ فہم معزلہ کا غلط ہے قاتل نفس مادۃ اللہ ہوا  
 اور علامت اسو اسطی کہ او سے خلافت امر کیوں کیا احکام شریعہ

وایر بالا مرہوتے ہیں نہ بالارادۃ جیسا نو من بالقدر ولا یختج باہ  
 یعنی جو کچھ واقع ہوتا ہے تقدیر سے ہوتا ہے لیکن اگر خلاف امر الہی  
 ہو تو اس پر مواخذہ ہوتا ہے اہل سنت و جماعت فرماتے ہیں اللہ  
 تعالیٰ نے فرمایا فاذا جاء اجلهم لا یستأخرون ساعة  
 ولا یستقدمون اور دوسرے ان اجل للہ اذا جاء لا  
 یؤخر لو کنتم تعلمون اور متسکات معزلہ کے اعادیت ہیں ہر  
 مطلب یہ ہے کہ بعض طائعات عمر میں اور رزق میں زیادتی کر کے من  
 من احب ان یبسط لہ فی رزقہ وینسأ فی ہشویہ فیصل جملہ  
 الحدیث اسکے جواب بہت ہیں ایک جواب تو یہ ہے کہ یہ زیادتی  
 مؤل ہے بابرکت در اوقات عمر کیوں کہ جو عمر طاعت میں صرف ہو  
 وہ محبوب ہو دے گے اور جو طاعت میں صرف نہ ہو وہ راکھاں گے  
 اور حدیث طبرانی کے ان المقتول یتعلم بقاتلہ یوم القیامۃ  
 ویقول یارب انہ ظلمنی وقتلنی وقطع اجلی الجواب  
 اسکے راویوں میں کلام ہے وہ حافظ اور ثقات نہیں بر تقدیر  
 صحت یہ محمول ہے اوس مقتول پر جو علم اللہ میں طویل العمر تھا  
 اگر یہ مقتول نہ ہوتا تو عمر طویل پاتا اور قول ہمارا کہ مقتول میت  
 باجلہ ہے مراد اوس سے یہ ہے کہ یہ موت بالقول فعل قاتل سے پیدا  
 نہیں ہوئی یہ موت فعل اللہ کا ہے عقیدہ ۶۲ جساکہ لا ینبأ  
 لا یتبأ روح بعد موت کے باقی ہے شیخ تقی الدین کی فرماتے  
 ہیں کہ روح کبھی فانی نہیں ہوتا باقی ہے جیسا کہ حور العین اور حضرت  
 قول ہے کہ عند النفس الاولی فنا ہو جاوے گا جیسا کہ قول ہے  
 تعالیٰ کا کل من علیہا فان شیخ تقی الدین بن ابی منصور نے



اس کو ترجیح دی اور کہا کہ عند الفتح الاولی روح کا جمود ہو جائیگا  
 فنا سے یہی مراد ہے اور یہی خطا اور سکا ہے موت سے گویا کہ سوتا ہے  
 اللہ تعالیٰ فرما و لیکلمن الملائک الیوم کوئی جواب نہ دیکھا اللہ تعالیٰ  
 آپ فرما دے گا لیلہ الواحد الفقہار غرض کہ جب روح جامد ہو  
 یا نام یا فانی بہر کیف یہ قول اللہ تعالیٰ کا صحیح ہے کہ مجیب اس  
 وقت کوئی نہ ہو گا شیخ محی الدین فرماتے ہیں کہ مراد از وجہ در قول اللہ  
 تعالیٰ کل شیء ہالک الا وجہ حقیقت شے کے ہے جو علم الہی  
 میں ثابت ہے کیونکہ جو علم الہی میں ہے اور سکا فنا نہیں دیتی جب  
 دربار سے مراد عمل صالح ہے جس عمل میں خلط ریا کا ہو اور اخلاص ہی  
 بہت ہو اخلاص وجہ اللہ ہے اور ریا وجہ الغیر ہے خالصہ حباد  
 انبیاء اور شہدانی قتال الکفار بشرطہ بوسیدہ نہیں ہوتے  
 اور ان اجساد کے حکم میں ہے جو شخص محبت رسول خدا میں مستغرق ہو  
 جسکے رگ و ریشہ میں محبت حضرت کے سارے ہو اور دوسرا جو  
 اکمل حلال صرف کا ہو مشبہ چیز نہ کہا دے اوتکے اجساد بھی بوسیدہ  
 نہ ہونگے (عقیدہ ۲۳۵ روح قبل از اجساد مخلوق نہیں) حقیقت  
 روح کے دریافت کرنا خلاف ادب ہے ساتھ حضرت کے کہ آپ  
 حقیقت سے خاموش تھے اتنا کہا کافی ہے کہ روح موجود ہے حضرت  
 جنید قدس سرہ نے فرمایا کہ علم روح کا خاصہ علم الہی کا ہے ۔  
 دوسرے کو اطلاع نہیں اور بحث کرنے جائز نہیں جمہور متکلمین  
 نے اتنا کہا ہے کہ جسم لطیف ہے مشبک بالبدن جیسا پانی  
 بنم لکڑی کے ساتھ قاضی ابو بکر باقلا نے کہا ہے کہ عرض ہے یعنی  
 حیلتے ہو جو بدن میں ذرات کر کے بدن زندہ ہو جاتا ہے

یہ بات غلط ہے جمہور کا قول حق ہے حدیثوں میں یہ تو خروج اور  
 چلنا پھرنا عالم برزخ میں وارد ہے۔ یہ اوصاف اجساد کے ہوتے  
 ہیں کہ اعراض کے شیخ محی الدین قدس سرہ نے لوائح الانوار لکھا ہے  
 کہ روح امر اللہ کا اس واسطے ہے کہ فقط کن سے پیدا ہو گیا جیسا  
 عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ میں کہ نفخ حق سے پیدا ہو گیا قال اللہ  
 تعالیٰ انما المسیح علیہ ابن مریم رسول اللہ و کلمتہ القہا  
 الی مریم و روح عندہ امام غزالی نے قل لروح من امر ربی  
 کے معنی فرمائی ہیں من غیب کیونکہ امر غیب کا عالم غیب ہے اور  
 عالم خلق کا عالم شہادت ہے یعنی عالم اسباب شیخ قدس سرہ نے  
 باب فتوحات میں فرمایا ہود نے جب حضرت سے سوال کیا کہ کیا  
 تو ماہیت روح کا سوال نہیں کیا فقط مقام روح کا کیا تو وہ جواب طاب  
 سوال کے تھا مفسرین نے سمجھا کہ سوال ماہیت سے تھا ایسا نہیں  
 تھا اوہوں نے بالروح نہیں کیا ایک قرأت میں آیا ہے ۔  
 قل الروح من امر ربی اور یہ نہیں فرمایا کہ ہو کذا و کذا  
 اللہ تعالیٰ نے روح ہی کا نام ہی روح رکھا ہے (عقیدہ ۶۴)  
 سوال منکر و نکیر اہل سنت الجماعت نے فرمایا ہر میت سے سوال ہوتا ہے  
 خواہ قبر میں ہو یا بطون و خوش اور طہور میں یا ہوا میں بعد احراق  
 و تدزیہ جلال محلی نے کہا ہے کہ عذاب واسطے کفار اور فساق کے ہے  
 روح مردود ایسا ہو جیسا کہ بعضہ ہوتا ہے احیاء بعضہ منع نہیں اگرچہ  
 خلاف عادت ہے مگر مقدور باری تعالیٰ کے ہے اور اہل اصول کا قول  
 ہے کہ سوال منکر و نکیر کا اور عذاب قبر اور نعیم قبر حق ہے قبر کا  
 لفظ محمول بر غالب ہے ورنہ جو کول الکرم و السباع وغیرہ ہے







لرشتوں کے سوال کو حدیث میں فتنہ کیوں فرمایا اس واسطے کہ وہ کہتے  
ہیں ما تقول فی هذا الدجل لفظ تعلیم کا نہیں بولتے تاکہ صاف  
فی الایمان مرتاب فی الایمان متبرج ہو جاوے مرتاب کو شک ہے جاتا ہے  
کہ اگر رسول سچا ہوتا یہ فرشتے رسول کا لفظ بولتے تو وہ کہتا ہے لا ادعی  
شقی ہو جاتا ہے البتہ تعالے نے ہمارے واسطے قوم دینا اس واسطے  
بنائی ہے تاکہ حال برزخ کا کہ بعد موت آویگا اسے اوس اور مالوت  
ہو جاوے کیونکہ حال میت کا ایسا ہے جیسا حال نائم کا فرق اتنا ہی  
کہ نوم میں تدبیر بدن باقی ہے بخلاف موت کے کہ وہاں علاقہ تدبیر کا  
نہیں رہتا مگر جسم نعیم اور عذاب کا احساس کرتا ہے سوال جن او  
انس کو حال میت کا دکھایا نہیں گیا اور کلام سنائی نہیں گئی اور دوسرے  
جانور دیکھتے اور سنتے ہیں جیسا کہ حضرت کے خیر مبارک عذاب  
دیکھ کر کوئی تھی جواب اگر عام دیکھتے سنتے ایمان بالغیب  
نہ رہتا ایک دوسرے کو خبر دیتے حضرت نے فرمایا لوکا متدعے فی  
قلوبکم و تزیدکم فی الضلالت لا دعوت اللہ ان لیس معکم  
عذاب القبر اور دوسری روایت میں ہے لوکا ان تدافوا  
للدعوت اللہ ان لیس معکم عذاب القبر باب ۳۴ میں لکھا ہے  
کہ جس ولی کو خدا نے امت دی ہے وہ عذاب القبر سنا ہے اگر کلام  
شیاطین کے بھی سنا ہے جب وہ اپنے دوستوں کو قتل کرتے ہیں تاکہ  
جسے لڑائی کریں عام جن و انس کے جسم و گوش اس واسطے بند کر دئے  
تاکہ اگر مستور رہے ایمان بالغیب اسے مستور کا نام ہے سوال  
انبیاء کرام نے فتنہ مہاش سے کیوں استفادہ فرمایا وہ تو معصوم ہیں  
جو ادب انہوں نے اطلاق سوال کا لحاظ کر کے مقام عبودیت کا

الشرام کیا اور یہ خیال کیا جیسا امت سے رسول کا سوال کیا جاتا ہے  
شاید جیسے جبرائیل کا سوال کیا جاوے فرق اتنا ہوا کہ امت سے سوال  
استحبابا ہوا اور رسولوں سے تخریما ورنہ انبیاء معصوم ہیں لایحی  
الفسخ کا کہو چہ جائے فرغ اصغر سے فرغ کرین اور شیخ نے ہوا فقہ  
الانوار میں فرمایا ہے کہ ولی کے ہمت سے برزخ میں ایک جسم اللہ  
تعالے قبر میں پیدا کرتا ہے کہ وہی عمل کرتا ہے جو دنیا میں کرتا تھا  
جیسا کہ ثابت بنانا ہے تاہی جلیل سے یہ بات ثابت ہے جب لوگوں نے  
اسکی قبر کو ولی دیکھا کہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہے یہ قبر کا عمل موجب  
ثواب کا ہے جیسے اہل اعراف قیامت کے دن سجدہ ادا کریں گے اس  
سجدہ کے سبب بہشت میں داخل ہوں گے اہل عراف کے ستیات  
حنات مساوی ہوں گے جس سبب وہ روئے جاویں گے اوس سجدہ  
کرنے سے حنات زیادہ ہو جاویں گے تو آخر عمل اہل تکلیف کا ہے جو کچھ  
خواب میں یا بیداری میں موتے کا حال دیکھا جاتا ہے یہ مشاللات  
متخیلہ ہیں مگر ارواح انبیاء کے وہ محقق ہیں کہ وہ مشرف اور مطلع  
نہیں اور ہر جمیع موجودات دنیا اور آخرت اور برزخ کے بخلاف اسوا  
اون کے الا ماشاء اللہ کیونکہ کسی کو برزخ سے خروج نہیں اگر کسی کی  
زیارت ہو یا فرشتہ ہوتا ہے جو ہمت ولی سے خدا پیدا کرتا ہے یا اوکو  
مشال ہوتی ہے کہ اسکی صورت پر خدا قائم کرتا ہے کامل اولیاء نے  
کشف سے دیکھا کہ جسم بعد مفارقت روح کے زندہ ہے بلا واسطہ  
روح کے جب اپنی مقام میں چلے جاتے ہی تو جسم باقی رہتا ہے اس  
جسم کو اور ہوتا ہے کیونکہ جب ہر چیز جمادات نباتات سے تسبیح  
بحمد رہ رہ کر پڑھتی ہے تو بالضرور اسکو معرفت ہی حاصل ہے کہ تسبیح



منع معرفت کے ہی اس واسطے اسی معرفت کے سبب ہر چیز قیامت  
 کے روز مؤمن کی گواہی دیگی روز قیامت کے کافر اپنے اعضا کو کہیں گے  
 لاہ شہدا لہ علینا قالوا النطقا للہ الذی انطق کل شیء اور  
 حضرت نے فرمایا القیود ووضۃ من مریاض الجنۃ او حفرۃ  
 من حفر النار اگر البصار اہل دنیا اور ایک نہ کریں تو اسکی صحت  
 میں کوئی اعتراض نہیں اس جنت اور نار سے مراد برزخ کے جنت اور  
 نار ہے اور جنت اور نار کبھی کبھی جو ہیں دخول اون میں بعد حساب اور  
 پھر برزخ ہوگا جن لوگوں نے کسی کو دوزخ اور بہشت میں دیکھا غلطی سے  
 حکم جنت اور دوزخ کبیر کا کر دینا میں جو جنت اور دوزخ دیکھتے ہیں  
 وہ جنت اور دوزخ برزخ کے ہیں جیسا کہ حضرت نے فرمایا  
 مرایت الجنۃ والنار فی مقامی ہذا فی عرض ہذا الحایط  
 اور یہ نہیں فرمایا کہ لایت الجنۃ الاخرۃ لانا اور بعضے لوگ کہتے ہیں کہ  
 اہل نار نار کبری میں نہیں جب قیامت آویگی تو قہرون میں رجوع  
 کرینگے اور قہرون سے نکل کر پھر دوبارہ داخل نار ہونگے یہ بی اصل  
 بات ہے خلاصہ یہ ہے کہ ایمان بعباد القیور فرض ہے اور بیان کیفیت  
 حقیقت کے کچھ حاجت نہیں کہ عقول عاجز ہیں عقیدہ ۵۵ (۶)  
 شرائع الیقین علامات قیامت کے آجئے جز حضرت نے فرمائی ہے  
 قبل از قیامت ضرور ہونگے خروج ہمدی اور پھر خروج و جال بعد از قیامت  
 صلیئے خروج ولیہ اور طلوع شمس از مغرب اور نفع قرآن اور گھٹنا ستر  
 یا حج ماموع ضرور واقع ہوگا شیخ تقی الدین ابن المنصور نے اپنے عقیدہ  
 میں لکھا ہے کہ سب نشان اخیر صدی میں یوم ربیعہ جبکہ حضرت  
 صلعم نے امت کو مدہ فرمایا ان صلیت امتی فکلاھا یوم ان

تفسیرین فکلاھا نصف یوم یہ یوم ایام اب سی ہزار سال کا ہوتا ہے  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا وان یومنا عند ربک کالف سائتہ ما اعدا  
 آغاز اس یوم کا تاریخ وفات علی ابن ابی طالب سے ہے یعنی نصف یوم  
 یا ایک یوم تک دین قائم رہیگا۔ بعدہ انجھال پھٹے گا جسے کہ دین  
 غیبی ہو جاوے گی گا اور زمین جو روز ظلم سے پر ہو جاوے گی اسوقت ظہور  
 ہمدی علیہ السلام کا انتظار ہوگا۔ وہ اولاد امام حسن عسکری کے ہیں  
 مولد انکا شب برات یعنی نصف شعبان شہدہ ۲۵۰۰ھ وہ باقی ہیں تاکہ حضرت  
 عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہ السلام سے ملین گے۔ یہ بات اکابر  
 دین نے کشف معلوم کی ہے شیخ قدس سرہ باب ۲ میں لکھتے ہیں  
 ظہور ہمدی کا ضرور ہوگا اسوقت جب زمین جو روز ظلم سے پر ہو جاوے گی  
 وہ عدل سے پر کریں گے اور وہ عشرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے ہیں از اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انکی حضرت امام حسین بن  
 علی اور والد انکے امام حسن عسکری رکن اور مقام کے مابین لوگوں کی  
 بیعت کریں گے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت میں ہونگی  
 صورت میں نہ سیرت میں حلیہ ان کا کثادہ پیشانی اونچے  
 تاک اہل کو فائدہ بہت فائدہ اوٹھائیں گے مال سب کو برابر ہونگی  
 عدل کریں گے جب کوئی سائل آوے گا جتنا وہ اٹھاسکی اتنا دے گی  
 اسوقت آدمی جابلع اور بزدل اور بخیل رات کو سوئے گا صبح کو  
 عالم اور شجاع بنجاوے گا۔ پانچ یا ساٹھ یا نو برس رہیں گے  
 انکے ساتھ فرشتہ ہوگا۔ انکی اصلاح کرے گا جو لیفعل ما یقول  
 ویقول ما لیفعل ایک رات میں بدینہ رو میں بدیہ بنکر ستر ہزار سال کو  
 کے اور حضرت اسحاق سے دین کو قائم کریں گے سلام میں



فتح روح کریں گے اسلام بعد ذلت کے مغرر ہو جاویگا اور بعد مرگے زندہ  
حضرت عیسیٰ بن مریم انکی پاس نازل کریں گے۔ منارہ سفید مشرقی  
و شوق دوزخ ستون پر تکیہ لگائی ہوئی آئے است دوسرا چپ صدر کے  
وقت لوگ نماز میں کھڑی ہونگے امام انکی خاطر اپنی جگہ سے ہٹوگا  
وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے اور سنت حضرت صلح پر حکم کریں گے  
صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر طہ کو قتل کریں گے انکی زمانہ میں ایک شخص  
سفیانی و شوق میں غوطہ خنجر کے درخت کے پاس مقتول ہوگا اور اس کا لشکر  
زمین غرق ہو جاوے گا۔ اور شیخ نے فرمایا انکی در را عارف بالعد  
ہونگی زبان انکی عربی ہونگی۔ اور بر قدم صحابہ کرام۔ الذین صدقوا  
بما علیہم اللہ و انما و رختہ مدینہ رویمہ طرح ہونگی جب اول تکبیر کہیں گے تو  
اس کا ثالث گرسے گا دوسری تکبیر میں دوسرا ثالث تیسری میں تیسرا  
ثالث یہ عین صدق ہے کیونکہ انکی نصرت و لون بیانی ہیں وزیر پنجویں  
زیادہ دشمن سے کم سب در را کا کام نہ چھڑیں ہیں ایک نفوذ و بصیرت  
فہم خطاب الہی۔ علم ترجمہ عن اللہ۔ اور تفسیر ان کتاب و لاتا مری  
رحمت و غضب نا و رست رسائی خلقت کی۔ حاجت وائی لوگوں کی  
و وقت بر علم غیب جس قدر حاجت پڑیگی۔ یہ وزیر مہدی علیہ السلام  
کے ہونگی۔ پس وہاں خراسان سے لکھوگا۔ اسکی تابع ترک اور یہود  
ہونگے۔ شہر اصفہان سے ستر ہزار قبیلہ سائن ہونگی اسکے تابع ہونگے۔  
وہ اوکھڑ ہوگا۔ وہی آنکھ اسکی مثل فراتہ انکو رکے بالا ہوگی۔ ہاں  
دو آنکھوں کے کاف نما را ہوگا حضرت مہدی علیہ السلام نے کسی امام  
کی خبر نہیں دی کہ میری قدم پر چلے گا اور خطا نہ کرے گا مگر مہدی  
کی خبر دی ہے۔ شیخ نے بابت میں لکھا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ

وہاں کو قتل کریں گے۔ انہی اصحاب کے ساتھ و فیہ غوث ہو جاوے گی  
انکی لغون سے خوش ہو اچلے گی اسکے سونگے ہی ابونکس جاوین گے  
انکو موت کی لذت آجاوے گی جیسا کہ نمید آجاتی ہے۔ پھر عام لوگ ہوگا  
جیسے خسرو شاہک بر لب سیل مثل جاوڑوں کے ہونگی انہی قیامت  
قائم ہوگی (طلوع مشرق و مغرب) مقدور باری تعالیٰ کا ہے۔ کہ  
آسمان کو لوٹا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ و الشمس تبتر  
المشرق لھا۔ لام بمعنوالی ہے۔ جیسا یان دہاک اوحی لھا  
میں۔ جب سورج درمیان آسمان کے کھڑا ہوگا تو آسمان پھٹے گا۔ ستارے  
بے نور ہو جاوین گے۔ سورج اور چاند۔ مثل دو بیوں سیاہ کے ہونگے  
پھر لوٹ کر کے مغرب میں غروب کریں گے۔ حدیث میں وارد ہے کہ سورج  
اور چاند مغرب سے نکلیں گے۔ جیسے دو گنیاں بے نور۔ اسوقت سورج  
صورت نکالتا فنا فاصلہ ہوگا جیسے گھوڑے کا بچہ پیدا ہوتا ہے ماری کی مرنے  
تک عرصہ ہوتا ہے اس سے کم ہوگا جب طلوع افتاب مغرب ہوگا تو یہ کام  
دروازہ بند ہو جاوے گا جو مؤمن ہو وہ مؤمن رہے گا۔ اور جو کافر ہے  
وہ کافر ہی رہیگا (سوال) عیسیٰ علیہ السلام کے نزول پر کون سے دلیل  
(الجواب) قول اللہ تعالیٰ ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن  
قبل موتہ یعنی جو وقت نازل ہونگی سب ایمان لاوین گے معتزلہ  
اور فلاسفہ اور یہود اور نصاریٰ حضرت عیسیٰ کے عروج جسدی کے  
آسمان کی طرف شہر میں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا و انہ لعلم للعباد  
انہ لایموتن و انہ لایموتن عیسیٰ کے ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ کا بیان آیا  
تو کافر الکار کر گئی یعنی نزول اسکا نشانی قیامت کی ہے اور حدیث  
پہلی گذر چکی ہے۔ نصاریٰ کہتے ہیں کہ بدن حضرت عیسیٰ کا سولی پر لٹا



اور روح انکا رفع کیا گیا۔ حق یہ ہے کہ رفع ان کا بجمہ ہوا۔ ایمان  
ساتھ اسکے فرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں دفعہ اللہ علیہ  
ابو طہ ہر قرینہ نے کہا ہے کہ وجود جیسے عینہ اسلام کا سوا طعام اور  
شراب کے عقل اسکی اور اس سے عاجز ہے اللہ کی قدرت بڑی ہے۔ فلا  
کے بڑے بڑے شمس ہیں انکی رفع میں سوال طعام شراب سے  
کس طرح بے پروا ہو گئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما جعلنا آدم حبیلاً  
یا کلون طعام (سجوا اب) طعام شراب کے بعد رفع کے تحت  
نہیں ہے کیونکہ دنیا میں ہو اگر تم سرور چلتی ہے تو اس سے بدن تبدیل  
ہوتا ہے اور محتاج کہانے پینے کا ہوتا ہے آسمان پر ایسی ہوا نہیں  
کہ کہانے کی حاجت نہ ہو۔ سبحان اللہ طعام ہے اور کالہ الا  
بجائے پانی کے ہے۔ حضرت نے فرمایا ابدیت عند ربی لبطعنی لست یمنی  
اور حضرت نے فرمایا جب حال آئیکا تو محط سخت ہو گا مومن آدمی کو تیس  
تقدیس کافی ہوگی کہانے پینے سے بے پروا ہو کرے گی۔ ابو طہ نے کہا  
ہے کہ خلیفہ خراط کو دیکھا ابھر میں مقیم تھا ۲۳ برس زمانہ کہایا اور شپا  
رات دن عبادت الہی قوت کے ساتھ کرتا تھا ایسا ہی تیسرے حضرت جیسے  
کو ہوگی۔ تخریج اور حضرت خواجہ محمد پارسا فی حدیث باسناد صحیح جابر بن عبد  
سے مرفوعاً بیان کے ہے۔ من انکو خروج المصک فقد کفر بما  
انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ومن انکو نزول عیسیٰ بن مریم  
فقد کفر ومن انکو خروج الدجال فقد کفر ومن لم یؤمن  
بالقدنجیک وشرق من اللہ عز وجل فقد کفر اس حدیث کو خواجہ  
محمد یار پارسا نے شیخ ابی بکر بن ابی اسحاق کی کتاب سے نقل فرمایا کہ  
روخی فی نزول عیسیٰ احادیث رواہ الائمہ العزول لا یریدوا اللعاند

نقل حدیثنا محمد بن حسن ابو عبد اللہ الحسین بن محمد بن اسماعیل بن ابی  
اویس ۷ مالک بن انس ۸ محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد اللہ قال قال  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من انکو خروج المہدی فی الحدیث عقیدہ  
در وجود با اعتقاد اسکے کہ اللہ تعالیٰ اعادہ اجسام کا کرے لگا جیسا اسے  
ہمکو اول پیدا کیا ہے اور میان کیفیت تہیہ اجساد پر اسے قبول ارواح  
و بیان صورت صورت و احیاء و ربور واضح ہے عود جسم بعد القدام حجج  
اصلیہ حق ہے ایسا ہو جائیگا جیسا قبل موت تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے  
وهو الذی یبداء الخلق ثم یعیدہم اذ قہعنا یا کما بداءکم لنعیدو  
اور فرمایا بعثنا فی القبور اور احادیث اور آیات میں اس قدر قارو  
کہ تبارک کی گنجائش ہے نہ انکار کے یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے جمل  
امت سے جو منکر نبوت کا وہ کافر ہے فقط فلاسفہ منکر ہیں وہ کہتے ہیں  
کہ عود روح کے معنی لذت لینے یا متناہم ہونا ہے جسم کا عود ناممکن ہے۔  
شیخ نے فرمایا کہ منکر نبوت اور اعادہ ارواح کا در اجسام کافر ہے۔ صورت  
اعادہ کی طرح ہے کہ آسمان میں مینہ برسیگا مشابہ بنی رجال کے زمین ل  
طجائیگی ٹہری عیب کی جو ہر جسم دنیاوی کی باقی رہی تھی اور وہ قابل بوسیدگی  
کے نہیں اوس پر پہلے پڑا ہر جسم کے جمع ہو گئے فتویہ اور تبدیل مزاج  
کی ہو جائیگی قابل قبول روح ہو جائیگی جیسا کہ درخت تیل لکاتے ہیں تو  
قابل اشتعال کے ہو جاتا ہے ارض پر ہی شعلہ کی طرح بربخ میں اور صورت  
اسرافیل میں روشن تھے جب اسرافیل ہونکے گا تو بدن اسادہ ہو کر  
دیکھنے لگیں گے کوئی الحجر ٹرے گا اوٹھیکا کوئی بھٹکان من احیاء بعد ما  
اماتنا والیر النشور ٹرے گا اور کوئی کہیگا من بعثنا من مرقدنا ایسا  
ہی ہر شخص صحابہ پر مراد ایسا ہی بولتا اوٹھیکا بربخ کا حال فراموش کرے گا



اور فرمایا اگر جسم بصورت اول موجود ہو تو اعادہ نہیں اور اللہ تعالیٰ نے  
فرمایا کہ اے آدمی کہ نفوس دونوں اور فلاسفہ کے اعتراض عقلی میں قدرت  
الہیہ کے سامنے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا فلسفہ کو اسلام نے باطل کر دیا  
باب ۳۶۹ شیخ نے فرمایا عمل اعضا کا حق ہے اور نیت روح کا اعضا نے جو  
کام کیا بلا نیت کیا قیامت میں جب اعضا کو اہی دینگے تو اپنے اعمال کی  
دینگے روح کی نیت کی خبر نہیں کہ حدود اللہ کے توڑے یا نہ توڑے اس واسطے  
وہ گواہی دینگے (دفکتہ) روح پاک ہے جسم اور قوی بھی پاک ہیں کہ سب  
تبیح اور توحید خالق کی کرتے ہیں پھر جب روح اور جسم ملے تو اس کا  
نام انسان ہوا اس انسان کو طاعت کا خطاب ہوا روح تو پاک تھا  
اوسکو مخالفت سے کیا کام اور اجسام اعضا وہ بھی خدا کی تسبیح اور  
توحید کرتے تھے مخالفت اور عاصی کون بنا خدا بس کس پر اور خطاب  
کس پر اور مجموعہ کام نام انسان ہے اور کوئی چیز چلی نہیں ہوئی  
(الجواب) بعض علما نے جواب دیا ہے کہ جب آدمی بالغ عاقل  
ہوتا ہے تو مجموعہ روح اور جسم کو خطاب عبادت کا ہوتا ہے جب روح  
اور جسم الگ ہو جائیں تو خطاب رفع ہو جاتا ہے غرض جب انسان  
میں عقل آتی ہے تو عقل روح اور جسم کو اپنے تئیں حالت سے پیدا دیتی ہے  
تو خطاب اللہ تعالیٰ کا وارد ہوتا ہے تو اسکو لقوۃ و ہم پریشانی  
حاصل ہوتی ہے اپنی مرغوبات میں صلی حالت کو چھوڑ دیتا تو اس پر عقاب  
اور خطاب آتا ہے (حقیقۃ) درمیان آنکہ حشر بعد بعثت حق ہے۔ اور  
تبدیل زمین و آسمان کی حق ہے یہ حشر یعنی جمع کرنا ساری خلقت کا و اسکو  
حضور درگاہ الہی اور حساب اعمال کے رو برو اللہ کے ضرور ہوگا یہ سب  
خلقت عام و خاص رسول اور انبیاء اور اولیا اور مومنین اس میں جان

کی طرف جاویں گے اور مجرمن کا فرین اس میں جبار منتقم کی طرف جائیگا  
جو شخص دنیا میں خدا کا خوف رکھتا تھا۔ اسکو قیامت کے دن رحمت  
اور لطف کی طرف لجا دینگے۔ اور جو شخص دنیا میں بے ڈر تھا۔ اسکو جبار  
کی طرف لے جائینگے۔ ابتدا پیدائش سے ابتدا دخول جنت تک ہر  
ہن۔ یعنی مجمع خلایق اول مجمع روز مشاق کے ہوا۔ دوسرا دنیا میں۔  
تیسرا برزخ میں بعد موت کے۔ چوتھا وقت سوال منکر نکیر۔ پانچواں  
حشر قیامت کا پھیلنا ان بہشت اور دوزخ میں ان مقامات میں جب  
روح جسم کے ساتھ یا الگ وارد ہوتی ہے۔ تو فنی حالت اس کو پیش آتی  
ہے۔ پچھلے حال کو پہلا دیتی ہے۔ حکمت در حشر دو اب و دو خوشن نام  
اللہ کا ان پر۔ اور وہ بعد حساب کئے ہو جائینگے۔ مگر ہر ان اور وہ جالوت  
راہ خدا میں کام آئے وہ بہشت میں جائینگے۔ اور وہ جالوت کہ جب کو ہشتی نے  
کہا یا ہو۔ وہ بھی بہشت میں جائیگا۔ سوال م ساری آدمی اور جنات  
مجمع۔ ان کا کس کس جگہ ہے جو اب اول روز مشاق میں دوسرے  
برزخ میں تیسرے میدان قیامت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہذا لک  
یوم الدین یعنی اس روز بزرگ میں سب حاضر ہونگے۔ کہ ملکیت اللہ  
کی ایسی ظاہر ہوگی۔ کہ کسی موقع پر ایسی ظاہر نہیں ہوئی اور بنیان ان بات  
کا زمین اور آسمان ان دن تبدیل ہونگے۔ قول اللہ تعالیٰ کا یوم  
تبدیل الارض غیر الارض والنشقت السماء فہی یوم  
واہیۃ واذا الارض مدات زمین سے بھاڑ اٹھے جائیں گے  
مثلاً دن دہنی ہوئی کے ریزہ ریزہ اڑتے نظر آئینگے۔ بلکہ مثل فروں  
کے نظر بھی نہ آئینگے۔ اور زمین کا نشیب فراز سب برابر کیا جائیگا  
جیسا کہ اراد ہوئی کہ کہیں تپتے ہیں۔ اس کو بھی کہیں ٹھنڈے۔ اکٹا لیس حصی پڑ جائیگی



بعد دخول مومنین در جنت و کافرن در دوزخ زمین اور سار چاند  
 سورج سب کو دوزخ گہیرے گا۔ آسمان تک دوزخ ہی دوزخ  
 ہو جائیگا۔ اور آسمان آسمان دوزخ کی سقف ہو جائیگی جو زمین بہشت  
 کی ہے اور پائے نیل و فرات سدرۃ المنتہی کی جڑ سے نکلے ہن۔  
 سدرۃ المنتہی سے نکلے ہن اور زمین پر جاری ہن۔ دریا نیل کو ہی  
 قمر سے ظاہر ہوا ہے اور فرات زمین روم سے۔ دو ٹوڑے شیرین تھے  
 مگر مٹی سے ملکر وہ صفائی اور شیرینی جاتی رہی۔ قیامت کے روز پھر  
 بہشت میں چلے جاویں گے۔ ان کا پانی ذہن کو اور دل کو روشن کرتا ہی  
 اور دریا چھوٹے چھوٹے مین بھی ایسا ہی وارد ہوا عقیدۃ حوض  
 کوثر اور صراط اور میزان حق ہے شیخ کمال الدین بن ابی شریف نے  
 کہا۔ کہ یہ مسئلہ اس واسطے بیان کرتے ہن کہ معتزلہ اس مسئلے کے منکر  
 ہن۔ وہ کہتے ہن کہ پل صراط کا بال سے باریک ہونا اور تلوار سے تیز ہونا  
 اور اس پر آدمی کا عبور کرنا محال عقلی ہے۔ (الجواب) البتہ  
 جماعت کہتے ہن کہ اللہ تعالیٰ نے طیر کو ہوا میں اڑایا وہ قادر  
 ہے کہ انسان کو صراط پر چلا دے۔ جبکہ حدیث شریف میں بقول منبر  
 صادق ثابت ہوا۔ تو اب انکار کیا تاویل کرنی انکار از ایمان ہے۔  
 معجزات انبیاء کرام کے ایسا واسطے ظاہر ہوئے۔ تاکہ قیامت کے حالات  
 کا یقین ہو جاوے کہ جو خلاف عقل ہے اس کی تسلیم میں عقل دخلت  
 نہ دیتے۔ حوض کوثر صورت اعتقاد کی ہوگا۔ شیخ نے فرمایا کہ  
 حوض ایک طرف پل صراط کے ہوگا اور ہر آدمی کا نور پل صراط پر  
 اس کے آگے آگے ہوگا جتنا نیلے گا۔ پل صراط اتنی ہی چوڑی اس کو  
 نظر آوے گی بعضے باریک دیکھیں گے اور بعضے چوڑی اللہ تعالیٰ نے فرمایا

لیس فی نورہم یعین ایذا لہم و یا یمانہم یعنی ان کا نور ان کے  
 آگے اور داپنے اور بادین دوزخ لگا مومن کے دوزخ طرف داپنے ہن  
 دوزخ سے نیکیاں کرتا ہے۔ پل صراط کا اول موقف ہے اور آخر سکا  
 میدان۔ جہن کا نام مرجح ہے۔ جنت کے دروازے پر جس جگہ بہشتی  
 لوگ کہانا کھاویں گے۔ اور زمین مرجح کی کچھ ہوگی۔ اور پھل باہر  
 لٹکتے ہوئے بہشت کے ٹوڑ کر ان کے دستہ خوان پر رکھے جاویں گے  
 پل صراط پر سات چوتھیاں ہونگی۔ اول پر ایمان سے سوال ہوگا دوسرے  
 پر نماز سے تیسرے پر زکوٰۃ سے چوتھے پر روزوں سے۔ پانچویں پر  
 حج سے۔ چھٹی پر حدیث سے ساتویں پر ظلم سے۔ اگر جوابات  
 پورے ہوئے۔ تو فوراً چلا جاوے گا۔ ورنہ ہزار ہزار برس ہر ایک  
 چوکی بھر روکا جائیگا (میزان کا بیان) اعمال تو لے جائیں گے معتزلہ  
 انکار کرتے ہن۔ ستر ہزار اہل فطرت جو حضرت سے پہلے توحید  
 پر فوت ہوئے ہن ان کا حساب نہیں ہوگا شیخ نے فرمایا کہ میزان  
 ہر شخص کا علیحدہ ہوگا۔ اور ہر شخص کو خدا نے میزان کی صورت  
 پر پیدا کیا۔ دو وزن ہاتھ اس کے دوپٹے ترازو۔ اور زبان اس کی  
 کاٹا میزان۔ جد ہر کاٹا جھکے۔ وہ جانب بھاری ہوگی۔ اور اعمال  
 کی صورت بن جائیگی۔ جسے کہ موت کی صورت کبش کی بن جائیگی  
 اور حضرت یحییٰ اس کو درمیان دوزخ و بہشت کے بیچ کریں گے اور ان  
 اعمال ظاہرہ کا ہوگا۔ نہ باطنیہ کا کہ ان کی میزان محسوس نہیں ہے  
 بلکہ معنوی ہے ایک میزان کلی ہوگی جس میں کل خلقت کے اعمال  
 نامے ہوں گے۔ اور ہر شخص اپنی اپنی میزان کو دیکھتا جائیگا اگر بری  
 میزان کو دیکھیں گے۔ تو کہیں گے کہ ایک ہے۔ اگر اپنی اپنی میزان کو



دیکھیں گے۔ توجانین گے۔ کہ بہت میرا نین ہیں آخر عمل میرا نین چ  
 رکھا جاوے گا الحمد للہ ہے۔ نقل اعمال کا خلوص نیت سے ہو گا  
 نہ کثرت اعمال سے۔ یہ وزن جبکی سمجھ میں نہ آوے۔ وہ ایمان بالغیب  
 پر ثابت رہے۔ دین کی بات تو کوئی عقل میں نہیں آسکتی۔ آخرت کی  
 باتیں عقل نہیں سمجھ سکتی۔ اہل کشف خدا کی مدد سے سمجھتے ہیں عقل  
 اور نطق و آلات ہیں۔ واسطے تدبیر معاش کے دنیا میں اور واسطے  
 تیاری اسباب آخرت کے۔ عقل جس طرح خدا کی معرفت کامل سے عاجز  
 ہے۔ ایسا ہی معرفت احوال آخرت سے۔ اور احوال قبر سے۔ اور کیفیت  
 بعثت اور حشر اور نشر صراط اور میران اور قرأت کتب اور کیفیت حشر  
 اور شفاعت جنت اور نار سے اور ویدار خدا سے اور سماع کلام سے  
 سو احرف اور صوت کا خبر ہے۔ خود نہیں سمجھ سکتے۔ عقل لہذا واسطے  
 اور اک احکام الہیہ کے جو کچھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی۔  
 اسکو حق مان لیا۔ اور اسکی کیفیت سے بحث نہ کرے۔ تاکہ ایمان ساتھ  
 لے جائے۔ حدیث قدسی ہے۔ کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے  
 واسطے ایسا کچھ تیار کیا۔ کہ نہ آنکھوں نے دیکھا۔ نہ کانوں نے سنا  
 نہ دل میں خیال کیا۔ تین قرن گزرے۔ پہلا صحابہ کا۔ دوسرا تابعین کا  
 تیسرا تبع تابعین کا۔ سب سے اچھا تو پہلا قرن تھا۔ اس سے چھے دوسرے  
 اس کے بعد تیسرا۔ بعدہ فتنہ فساد کا پیچھے غالبوں نے مسائل نگہی  
 مخالفوں کے جواب دئے۔ کچھ دین کی خدمت کرتے گئے جس سے نام  
 دین کا باقی ہے عقیدہ صحائف عرش سے اڑ کر مومن اور منافق کے  
 ماتھے پر آئینگے اور یہ لوگ بڑھینگے۔ اور امدت لائے گئے پیش ہوں گے  
 حدیثوں میں ایسا وار دے کہ مومن کے دست استہان اولیگا۔ اور منافق

کے دست چپ مشرک کا اعمال نامہ کوئی نہ ہو گا۔ اور جن لوگوں  
 نے کتاب تدبیر چکھایا۔ ان کو پس پشت کتاب اللہ یعنی کتاب انجیل  
 قرآن شریف ہیں ایمان مکراد کرنے والوں خلقت کے جنہوں نے خدا  
 کی کتاب کو دنیا میں پس پشت ڈالا ہینگے۔ جیسے یہود و نصاری  
 اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمیں سے بنایا۔ اور آسمانی روح دیکر سند  
 خلافت پر بٹھایا۔ سب آلات تدبیر معاش کے دئے اور دنیا میں اس  
 واسطے بنایا کہ آخرت کی لیاقت رکھیں۔ عقل اور نطق دیا۔ یہ دو آلات  
 تدبیر معاش و آخرت کے ہیں تاکہ تدبیر معاش و معاد حسب مشرعت بجالاؤں  
 اور عقول جیسے کہ خدا کی معرفت سے کما حقہ ماسے عاجز ہیں کیونکہ وہ خیر  
 مطلق ہے۔ اسی طرح جملہ غایات سے عقول عاجز ہیں۔ سوال منکر تکبر  
 کا قبر میں اور ان کا جواب اور کیفیت بحث بعد موت اور حشر اور نشر صراط  
 میران۔ قرأت کتب کیفیت حوض۔ شفاعت اوصاف جنت و نار  
 رویت اللہ بلا حجت۔ سماع کلام اللہ بلا صوت حرف و غیر ذلک عقل  
 ان کے اور اک سے عاجز ہیں۔ پیغمبر و نیک خبر مجمل دی ہے جیسا کہ کئی دہن  
 و فہم ہوا۔ اسقدر بچھا۔ ایمان اس کا نام ہے۔ کہ سب خبریں سچ  
 اور حق جانے ان کی کیفیت سے بحث نہ کرے۔ فکر ان کا منع ہے۔  
 جیسے آنکھ سننے سے محروم ہے کان دیکھنے سے محروم ہے ویسا ہی  
 عقل کیفیت اخروی کے سمجھنے سے محروم و محروم ہے۔ مگر جس کے دل کی  
 آنکھ کھل جاوے۔ اور اس کو کشف احوال آخرت کا ہو جاوے وہ  
 سب کیفیات یا بعض کیفیات کا واقف ہوتا ہے۔ مگر عقل اس کو  
 نہیں دانتی اور نہ وہ کچھ بیان کر سکتا ہے۔ عقل اور نطق دو عاجز ہیں  
 عقل سمجھ نہیں سکتی اور نطق بیان نہیں کر سکتے۔ بڑے بڑے عالمون



سوچا کہ آخرت کے کچھ حالات تو معلوم کریں صحائف اعمال مکتوبہ مبارکہ  
 یہ عام لوگ کس طرح پڑھیں گے۔ بیشک ان کی کتابت المذاہب پر خلاف کتابت  
 دنیا کے ہے۔ ہمیں کہ جو خط پڑھا نہیں جانتا کہتے ہیں یہ فرشتوں کا  
 لکھا ہوا ہے۔ اور امور جن کے لذات سے خبر نہیں جنت کے میوے  
 دنیا کے میوے کے ہم نام ہیں لذت کچھ اور ہے۔ سب سوچ کر حیرت  
 میں رہے۔ مطلب کو نہ لے سکے۔ عرض یہ ہے کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم نے  
 اللہ تعالیٰ سے نفل فرمایا کہ میں نے اپنی شیک بندوں کو واسطی وہ کچھ تیار  
 کر رکھا ہے جسکو نہ آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا نہ اُدی کے دل پہ گدھا۔  
 سب متقدمین اپنے شاگردوں کو متع کر کے آئے۔ کہ ان امور آخرت سے  
 بحث نہ کرنا حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا۔ خوشی ہے اس شخص کے جو اول  
 اسلام میں مر گیا۔ آج کل اگرچہ عقاید لوگوں کے صحیح ہونگے مگر شبہ  
 ابابیل کے شک میں پڑے ہونگے۔ کوئی امام محقق نہیں کہ ان کے شر  
 دور کرے اور نہ کوئی کسی سے دریافت کر سکتا ہے۔ اور نہ کوئی جواب  
 دے سکتا ہے عقیدہ کہ حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز اول شافع ہونگے  
 اور اول مقبول الشفاعت حضرت انا سید ولد دہریو  
 القیامتہ و اول شافع و اول مشفع و لافح یعنی میں قیامت  
 کے روز کل نبی آدم کا سردار ہوں اور پہلے شفاعت کروں گا اور پہلے  
 ہی منظور ہوگی یہ فخر نہیں علماء نے کہا کہ خصوصیت روز قیامت کی  
 اس واسطے ہے کہ اس زیادت حضرت کی کل پر ظاہر ہوگی جسے مالکیت  
 خدا تعالیٰ کی سب پر عیان ہوگی۔ اور یہ حدیث حضرت نے اس واسطے  
 فرمائی ہے کہ امت کو اس روز کسمپرسی کے پاس جانے کی تکلیف نہ ہو  
 جس حق کو یہ حدیث یاد ہوگی وہ سیدنا حضرت کے پاس جائیگا اور کسی

نبی کے پاس نہ جائیگا جسکو یہ حدیث نہیں پہنچی یا جسکو یاد نہیں کیا  
 یا بول گیا وہ اس روز حضرت آدم علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام  
 وغیرہ کے پاس جائیگا۔ پھر تک کہ حضرت کے پاس آئیگا۔ شیخ عبداللہ  
 دہلوی وغیرہ نے کہا کہ قیامت کے روز حضرت صلوات اللہ علیہ وسلم شفاعت فرماؤں گے  
 شفاعت کبریا اور تمام روئے زمین کا مسیحا ہو اور واسطی ہم  
 کے مظہر بنائے اور اموال غنیمت کے جہاد میں حلال ہونا اور حب  
 سیاست حضرت کی کل عالم میں جہاد جالی اور بسوئے جمیع  
 افراد الناس یعنی اہل ایمان و مرسلین و عوام مبعوث ہوں اور  
 عنایت ہونا جامع القلم یعنی معالی جمیع اسماء الہیہ کا جہاد اول بر  
 اہل حاکم شراہق انظار کی شدت سے راحت یارین و مسکراہے  
 احوال قوم در جنت بلا حجاب و کسمپرسی و حق و حق و خلع نادر کہ اس کو  
 دوزخ میں نہ جائے دینگے۔ چوتھی دوزخی کو دوزخ سے نکالیں گے۔ پہلا  
 کہ کوئی زمین دوزخ میں نہ رہے گا۔ پانچویں بہشت میں ہر سال  
 درجات اہل جنت ششم صاحبین امت جن کی طاعت میں کوئی قصور  
 واقع ہوا۔ اس کو معاف فرمایا۔ ساتویں درجہ کفار کے لیے وقت ان کو  
 عذاب کی تخفیف ہو۔ چہا کہ ابن وچہ نے ذکر کیا ہے کہ ابولہب کو ہر دو  
 شنبے کے روز عذاب تخفیف ہوتا ہے۔ کیونکہ اس نے ولادت حضرت محمد  
 سبب خوشی کی تھی۔ اور اپنی لڑائی شویہ کو بسبب تباہی و تاراج  
 حضرت کے انا و کیا تھا اٹھویں اطفال شریکین میں کہ ان کو عذاب دیا جاوے  
 اور بعض علماء نے ایذا کیا ہے کہ جو بدینہ میں دفن ہو اسکی بھی شفاعت  
 کریں گے اور قبر میں بھی شفاعت برسیں کی فرما دیں گے۔ اور شفاعت  
 کبریٰ یہ ہے کہ دروازہ شفاعت کا کھولیں گے۔ کہ سب پیغمبر اور اولیا اور



علما کو اذن شفاعت کا اور شفاعت بحالت حیات فرماتے تھے اور اب بھی  
عالم برزخ میں فرماتے ہیں۔ عقیدہ کہ بہشت اور دوزخ حق ہیں  
اور وہ دونوں حضرت آدم سے پہلے پیدا ہوئے۔ (جنت اور ناسیئین  
دوزخ اور بہشت دنیا کے پیچھے نو ہزار برس پیدا ہوئے۔ اسی واسطے  
ان کو آخرت کہتے ہیں۔ اور حضرت آدم علیہ السلام بہشت اور دوزخ  
کے آٹھ ہزار برس بعد پیدا ہوئے۔ اکثر مفسر کہتے ہیں کہ بہشت اور  
دوزخ قیامت کے دن پیدا ہونگے۔ اہل سنت جماعت کہتے ہیں کہ  
بہشت آیات احادیث وارد ہیں۔ کہ بہشت اور دوزخ موجود ہیں۔ اور قصہ  
آدم و حوا علیہ السلام کا دلالت کرتا ہے کہ بہشت موجود ہے۔ اور قبر کی  
حدیث کہ مومن کے واسطے قبر میں دروازہ بہشت کا کھل جاتا ہے۔ اور کافر  
کے واسطے دوزخ کا۔ یہ بھی دلالت کرتی ہے کہ بہشت اور دوزخ موجود  
ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اصحاب کبار میں۔ ناگہ آواز آئی  
جیسا بڑا پتھر کوٹن میں گر پڑے۔ حضرت نے فرمایا تم جانتے ہو کہ یہ  
کیسی آواز ہے۔ صحابہ نے عرض کیا۔ اللہ و رسولہ اعلم فرمایا ایک  
پتھر دوزخ کے کنارہ سے ڈالا گیا ستر سال نیچے جلتے جانے اب تم میں  
پونچا۔ اس کے گرنے کی آواز ہے یہ بات ہو رہی تھی۔ کہ منافقوں کے  
گھر سے آواز آئی کہ فلاں منافق مر گیا۔ جسکی ستر سال عمر تھی حضرت  
نے اصدا کبر پڑھی۔ اور صحابہ نے بھی اللہ اکبر کہا۔ یہ آواز اللہ تعالیٰ  
نے صحابہ کو اس واسطے سنایا کہ عبرت پذیر ہوں۔ اور حضرت صلے اللہ  
وسلم کا کلام مبارک کیسا الطیف ہے اور عجیب و غریب شیخ محمد علی دین فرمایا  
ہیں کہ میں نے دوزخیوں کو دیکھا۔ کہ اپنے اماموں کے ساتھ جھگڑ رہے  
ہیں جو دین کے مقدمہ میں منہمک ہیں کہتا ہے۔ اور جھگڑتا ہے۔

وہ دوزخ میں بھی جھگڑیگا۔ آرام و اسائش تسلیم اور ایمان میں ہیں  
امامان مجتہدین و علما عالمین کے سامنے یا ان کی کلام پڑھنے کے ساتھ  
یا حضرت کی حدیث پڑھتے وقت بے ادبی اور مقابلہ کرنا موجب محرومی  
شفاعت کے ہے (سوال) دوزخ کتنے درجات کے ہیں (جواب)  
سو درجہ ہے۔ مقابلہ میں درجات بہشت کے کہ بہشت کے سو درجات  
ہیں۔ دوزخ کے ہر درجہ میں ہر ایک قوم خاص ہے۔ شیخ نے فرمایا  
کہ سات دروازے دوزخ کے کھلے ہیں۔ اٹھواں دروازہ بند ہے  
جو باب الحجاب ہے از رویت اللہ اور سار سے ستارے دوزخ میں  
ہونگے سیاہ اور بے نور ایسا ہی سورج اور چاند بے نور دوزخ میں طلوع  
اور غروب کریں گے۔ دوزخ کا آفتاب بے نور ہوگا اور باقی تاثیرات اسکی  
ہونگے دوزخ کی حد آٹھویں آسمان کو مقعر سے اسفل السافلین تک ہیں  
اور سات آسمان اور اُن کے مابین کی ہر ایک دوزخ ہو جائیگا جن کا نام  
کو حضرت نے جنتی فرمایا ہے۔ وہ جنت میں جاویں گے۔ جیسے مسجد و کعبہ  
اور قبور اولیاء اور قبور مومنین شہد ذکر الہی سمندر کا پانی آگ میں  
جائیگا۔ اس واسطے کہ جنتی صحابہ کرام نے سمندر سے دھوک کرنا مکروہ جانا  
جیسے عبد اللہ بن عمر وغیرہ۔ اہل کشف اب بھی کہنا کہ سمندر آگ دیکھتے  
ہیں۔ سب سے زیادہ سخت عذاب ابلیس ہوگا (سوال) ابلیس  
تو آگ سے پیدا ہوا۔ آگ کے ساتھ اس کو کس طرح عذاب ہوگا (جواب)  
اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جو چیز موجب راحت ہے۔ اس کو موجب  
عذاب کا کر دیوے۔ جیسا سانس حیوانات کا موجب حیات ہے  
جب گلا و پایا جاوے تو موجب وفات کا ہو جاتا ہے (سوال)  
حدیث میں وارد ہے کہ ابلیس کو عذاب ز مھریر یعنی سخت سردی







۷۲  
 تم ہوگا۔ سب کہیں گے۔ اللہم سلم سلم اور جو لوگ فتنہ اکبر سے بڑے  
 ہو گئے انکے واسطے منبر نور کے حسب مراتب بھیجائے جائیں گے۔  
 وہ منبروں پر با امن خوشحال چہرہ خندان بیٹھیں گے۔ جب لوگ دوزخ سے  
 بہا لکین گے۔ تو آگے ملائکہ ہفت آسمان کی صفوف کو دیکھیں گے۔  
 ملائکہ ان کو روکیں گے۔ اور محشر کی طرف بلائے جائیں گے۔ پھر  
 ان کو بلائیں گے۔ کہ۔ لوٹ آؤ۔ پھر خدا رب العالمین سے آویں گی۔  
 اسے محشر والو۔ آج۔ جانو گے تم۔ کون کرم کے لائق ہے اللہ تعالیٰ  
 فرمائے گا۔ کہاں ہیں۔ وہ لوگ جن کے پیلوں بستر دوزخ سے جدا ہوتے  
 تھے۔ اور عبادت میں کھڑے ہوتے تھے۔ وہ تھوڑے ہو گئے پھر دوبارہ  
 فرمائے گا۔ کہاں ہیں۔ وہ لوگ۔ جو تجارت اور خرید و فروخت میں  
 ذکر الہی سے غافل نہیں ہوتے تھے۔ پھر تیسری دفعہ لکھائے گا۔  
 کہاں ہیں وہ لوگ جنہوں نے خدا تعالیٰ کے ساتھ عہد کر کے وفاداری  
 کی حکم کیا جاسے گا۔ ان تین گروہوں کو بہشت کی طرف لے جاؤ اور  
 دوزخ سے ایک گردن لٹکے گی۔ جس میں دو آئینہ بین ہوگی اور زبان  
 ہوگی خوش بیان۔ جب خلقت کے اوپر گردن جھکے گی تو کہے گی میں  
 تین گروہ پر مہکھل ہوں۔ ایک جبار غیور پرانکو چن لے گی۔ کوئی  
 نہ رہے گا۔ پھر وہ آواز کرے گی۔ میں مہکھل ہوں اس پر جس نے اللہ  
 اور رسول کو ایذا دی۔ پھر ان کو چن لے گی پھر تیسری دفعہ ندا کرے گی  
 تو کہے گی۔ میں مہکھل ہوں اس پر جس نے تصور بنائی۔ جن لوگوں  
 نے گرجوں میں بت خانوں میں کوئی تصویر حیوان کی یا انسان کی یا  
 درخت یا پتھر کی بنائی ہے جن کو لوگ پوجتے ہیں۔ ان سب کو وہ گردن  
 چن لے گی۔ اور جو لوگ ایسی تصویریں بناتے ہیں جن کی عبادت

۷۳  
 نہیں ہوتی ان سے پوچھا جائے گا۔ اور ان کو تکلیف دی جائے گی  
 کہ تم ان کے اندر روح ڈالو تصور حیوانات کی بنائی حرام ہے  
 اگرچہ انکی عبادت نہ کریں شیخ نے لکھا فتوحات صفحہ ۴۳  
 میں عبد اللہ ابن مسعود و امیر المومنین علی کرم وجہہ سے راوی ہے  
 حضرت علی نے فرمایا۔ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
 قیامت میں پچاس موقف ہیں۔ ہر موقف ہزار سال کا ہے  
 اول جب لوگ قبروں سے نکلیں گے۔ ثب ابواب قبور ہزار  
 سال ٹنٹکے بھوکے پیاسے کھڑے رہیں گے۔ جو مومن ہوگا ساتھ خدا  
 کے اور بنی کے اور جنت اور نار کے بعد اور قیامت کے او  
 ساتھ قضا اور قدر کے خیر و شر کے دل میں جو کچھ حضرت نے  
 فرمایا۔ اور کبھی اس میں شک نہ کیا تھا۔ تو وہ نجات پائے گا  
 جس نے کسی بات میں شک کیا ہو۔ وہ ہزار سال بھوکے پیاسے  
 غم میں کھڑا رہے گا۔ پھر جو اللہ چاہے اس پر حکم کرے گا  
 ہر لوگ محشر کی طرف چلائے جائیں گے تو ہزار سال سا ثمان  
 آگ میں کھڑے رہیں گے۔ ان کے ارد گرد آگ ہوگی۔ جس نے  
 اخلاص دل کے ساتھ اقرار بنی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا  
 ہو۔ اور شرک اور جادو اور خونریزی مسلمانوں سے پاک ہو  
 اور نیکوں کا دوست ہو۔ اور دشمن خدا رسول کا دشمن ہو  
 وہ نجات پائے گا۔ اور جس کے دل میں ان باتوں سے کوئی  
 شک ہو یا ان گناہوں سے کچھ کیا ہو۔ تو کھڑا رہے گا۔ پھر  
 نور اور تاریکی کی طرف چلائے جائیں گے ہزار سال مان پڑیں گے جسکو دین نجات  
 نہ آیا ہو اور حق اپنا اور لوگوں کا ادا کیا ہو۔ اور پھر کہاں پر و باطن خدا کا مطیع ہو



راضی بقضائے اللہ ہو اور خدا کے دے پر قناعت کئے ہو وہ اس سال کھڑا  
سے نکل جاوے گا۔ چہرہ اوس کا روشن ہوگا۔ ورنہ ہزار سال کھڑا  
رہے گا۔ پھر حساب گاہ کی طرف جائیں گے۔ وہ دس جیمے ہیں۔  
ہر ایک خیمہ ہزار سال کا موقف ہے۔ اول موقف میں بحیرات  
پوچھے جائیں گے۔ دوسرے میں خواہشیں نفسانی۔ تیسری میں ماہر  
والدین کی۔ چوتھے میں فرمانبرداری بادشاہ کی اور تعلیم قرآن شریف  
کی اور دین کی اور تادریب اولاد کی اور پانچویں میں حقوق عداوت  
کے اور چھٹے میں حق قرابت داروں کا۔ ساتویں میں صلہ رحم کار  
اور اٹھویں میں خصلت۔ نائون میں فریب سے۔ دسویں میں دعا بازی  
اگر سب حقوق میں پورا ہے۔ تو نجات پائے گا۔ ورنہ ہزار ہزار  
سال کھڑا رہے گا جس نے نجات پائی۔ اس کے حق میں شفاعت نافذ  
ہوگی۔ بعدہ اعمال ناموں کی واسطے بلائے جائیں گے۔ وہ پندرہ موقف ہیں  
ہر موقف ہزار سال کا۔ اول موقف میں صدقات اور ذکوۃ سے  
پوچھا جائیگا۔ دوسرے میں سچی بات سے لوگوں کی معافی سے۔  
تیسرے میں امر معروف سے چوتھے میں نہی منکر سے پانچویں میں حسن  
خلق سے۔ چھٹے میں حب بغض اللہ کی واسطے۔ ساتویں میں مال حرام  
سے۔ آٹھویں میں شرب خمر سے۔ نائون میں حرام کاری سے۔ دسویں میں  
جھوٹ سے۔ گیارہویں میں جھوٹی قسم سے بارہویں میں سود کھانے  
سے۔ تیرہویں میں نیک عورتوں کو گالیان دینے سے۔  
چودھویں میں جھوٹی گواہی سے۔ پندرہویں میں بہتان سے اگر سب  
سوالوں سے جواب پورا ہوا۔ تب تو الحمد کے لئے کھڑا ہوگا۔ اور  
اعمال نامہ اسکے دائیں ماتھ دیا جائیگا حساب کتاب کا ورنہ ہزار ہزار

موقف ہوگا۔ پھر اسماعیلین کھڑا رہے گا ہر موقف پڑھنی اعمال ناموں  
کا ہے۔ جو سخی ہوگا جسے مال قیامت سے پہلے بھیجا۔ وہ اعمال نامہ  
انسانی سے پڑھ لیگا۔ اور لباس جنت کا پہنا یا جائے گا۔ اور تاج  
جنت کا اسکے سر پر رکھا جائے گا۔ وہ عرش رحمن کے تلے با  
امن بٹھلایا جائیگا۔ اور اگر بخیل تھا۔ تو اعمال نامہ اسکے بائیں  
ماتھ میں دیا جائے گا۔ اور لباس دوزخ کا پہنا یا جائیگا پھر  
خلقت کو طرف میزان کے لیجا ئیں گے۔ جسکی میزان نیکیوں کی بھاری  
ہوئی۔ وہ طرفہ العین میں نجات پائے گا۔ اور جسکی میزان بدوں  
کی بھاری ہوئی۔ وہ ہزار سال کھڑا رہے گا۔ پھر خلقت کو خدا تعالیٰ  
کے سامنے بلایا جائیگا۔ وہ بارہ موقف ہیں۔ اول میں آزادی  
غلاموں سے پوچھا جائے گا۔ دوسرے میں قرآن شریف اور حق قرآن  
شریف سے پوچھا جائے گا۔ تیسرے میں جہاد سے پوچھا جائیگا  
چوتھے میں غیبت سے۔ پانچویں میں چیل خوری سے۔ چھٹے میں دفع  
سے ساتویں طلب علم سے۔ آٹھویں میں خود پسندی سے۔ نائون میں  
تکبر سے۔ دسویں میں ناامیدی اور رحمت خدا سے گیارہویں میں ممکن الہی سے  
بارہویں میں حق ہمسائے سے۔ جو لوگ کہ ان گناہوں سے توبہ کر کے  
مرے ہوں۔ ان کو بھی نجات ہوگی۔ اور جو توبہ کر کے نہ مرے  
ان کو بھی ہزار ہزار برس کھڑا رہنا پڑیگا۔ پھر خلقت کو حکم ہوگا کہ  
پلصراط کی طرف چلو۔ وہ تلوار سے تیز اور بال سے بھاری ہزار  
برس دوزخ کے اندر پڑی رہی ہے۔ اس پر کانٹے ہیں۔ زنجیریں  
سات دوزخ میں سات پلصراطین ہیں ہر ایک بل پر ایک ایک تنہا  
ہوگا۔ اول پر الہیان کا دوسرے پر غماز کا تیسرے پر زکوۃ کا چوتھے پر زکوۃ



پانچویں پرچہ کا چھٹی پر طہارت پانی پلیدی پانی کا۔ ساتویں پر ظلم خلقت  
کا اول طعام اہل جنت کا پلصراط سے پار اثر کر کے چلنے کا زیادہ  
میدان رکھ دینا ہوگا۔ اور طعام اہل نار کا تالی میل کی۔ وہ پھل اور  
بیل جن پر زمین قائم ہے۔ جو لوگ مومن گنہگار دوزخ میں جائیں گے  
ان کا بدن مردہ بے حس ہو جائے گا۔ کہ اس سبب ان کو گرمی نہ  
معلوم ہو بدن جل جائیگا۔ جب تکلیفیں گے تو کوئی کی صورت ہونگے  
نہر حیات میں نہلائی جائیں گے۔ تو جلا ہوا چمڑا اگر جاسے گا اور اندر سے  
بدن صاف نکلیگا۔ بہشت میں داخل ہونگے۔ کفار کے بدن نہ جلنے  
وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔ وجہ مرے بدن مومن کی یہ ہے کہ مومن  
کی طبیعت تابع اور خائف از عذاب ہے۔ اور حنبلی عصا ہیں۔ سب  
وقت معصیت کے پکارتے ہیں۔ ایسا نہ کر ہم کو حرام میں نہ چوڑے۔  
کیونکہ ہم قیامت کو دن گواہی دینگے عذاب مومن کا موجب تخفیف  
غضب الہی کے ہوگا یہ جلنا اوس کا ایسا ہے۔ جیسا کہ اونٹ  
بیل کو داغ دیتی ہیں کہ بڑی سخت بیماری اکی جاتی رہے غضب الہی  
بڑا مہتر ہے یہ جلنا خدا کو راضی کر دے گا پس معلوم ہوا۔ کہ رحمت الہی  
بجائ مومنین بھر حال شامل ہے۔ کفار کا عذاب بے نہایت ہے۔ وہ  
موجب تخفیف غضب الہی کا نہیں ان پر دونوں عذاب ہونگے  
اگ کا اور غضب الہی کا۔ اور یہ عذاب ان عاصی مومنون کو ہوگا جو بے توبہ  
مرے ہیں اگر دنیا میں توبہ کی ہو۔ اور حد شرعی جاری ہو گئی ہو یہ کفار  
عذاب آخرت سے ہو جائے گا۔ کفار کے حق میں فرمایا کہ دنیا کا عذاب  
ان کی رسوائی ہے۔ آخرت میں عذاب بڑا ہے۔ گنہگار  
مومن کو عذاب بڑا نہیں ہوگا عذاب بڑا وہی ہے۔

جو فقر الہی کا ہو۔ دوزخی اپنے اپنے مکان میں مجبور  
رہیں گے۔ اور بہشتی جہان چاہیں۔ سیر کریں اللہ تعالیٰ  
لئے فرمایا کہ وجعلنا جہنم للکافرین عسیرا یعنی کافروں کی  
واسطے دوزخ قید خانہ بنایا حدیث یہ بھی ہیں وارو ہے۔ امتی  
امت مرحومہ یعنی علیہما فی الاخرۃ عذابا وان عذابہما فی الدنیا  
الزلزال والفتن والیلا والضحیٰ یعنی میری امت مرحومہ ہے  
آخرت میں اس پر عذاب نہیں۔ اس کا عذاب دنیا میں زلزلے  
اور فتنے اور بلا میں اور محنتیں ہیں گنہگاروں کا دوزخ میں  
داخل ہونا مخالف اس حدیث کے نہیں۔ کیونکہ مراد لغوی عذاب  
سے لغوی عذاب دایمی کے ہے کیونکہ ایمان اور توحید دو امر خدا  
سے مانع ہے۔ بس سپر ہے جو کلمہ ہوگا۔ وہ دوزخ میں نہ رہیں گے  
حضرت نے فرمایا۔ قیامت کے دن جب دنیا داروں کو اک میں  
اک غوطہ دیا جائے گا۔ اور کہا جائیگا۔ کہ کبھی تم نے کوئی نعمت  
دی تھی۔ کہیگا۔ قسم ہے خدا کی نہیں تھی جب مومن کو دوزخ سے  
لکھا لے نہر حیات میں غوطہ دینگے۔ تو کہیں گے کہ تم نے کبھی عذاب  
دیکھا یا افسد کبھی نہیں دیکھا۔ انسان کی طبیعت میں فراموشی کا  
خمیر ہے۔ جب کوئی حالت سخت یا نرم آجاتی ہے۔ تو پچھلی حالت  
کو فراموش کر رہتا ہے گنہگار مومن دوزخ میں پچاس ہزار سال  
سے زیادہ نہ رہیں گے وہ دن اسی قدر ہے۔ دوزخ میں کفار کو  
نہیں نہیں ہوگی فقط اس امت کے گنہگاروں کو بند  
ہوگی۔ وہ وقت نہیں میں ان کا آرام کا ہوگا۔ جیسا کہ  
خواب میں باغ دیکھتا ہے۔ آگ سے لکھلکایا۔ بہشت میں



داخل ہوا۔ اس خواب میں کہا نا پینا اور صحبت اہل کے ساتھ  
اور ملاقات بھائیوں کی اس کو حاصل ہوگی جب خواب سے پیدا  
ہوا۔ تو کچھ نہیں۔ بعضے عاصی مومن خواب میں بھی عذاب  
پاویں گے۔ ابلیس دوزخ کے چوتھا طبقہ میں ہوگا۔ وہ دوزخ  
کی سلطنت ہے سب دوزخیوں کے عذاب کو ہونگے۔ ابلیس  
سے ساتھ عذاب میں شریک ہوگا۔ حدیث میں ہے جو طریقہ  
برائے لکالے اس پر گناہ اس کا ہے۔ اور گناہ اس شخص کا خبر  
پر عمل کرے۔ جو کوئی دوزخ میں داخل ہوا۔ بواسطہ ابلیس کے  
داخل ہوا۔ جنات میں نہ کوئی مشرک ہے نہ منافق نہ دھریہ۔  
فقط دو قسم ہیں کافر یا مسلمان شیطان خلقت کو شرک کا سوسہ  
ڈالتا ہے کہ مشرک ہو جائے مگر حبیب یہ مذہب ابلیس کو دوسو  
سے بنے تو سب کے ساتھ عذاب میں شامل ہوگا۔ جیسا حدیث  
میں گذر چکا کہ وہ موجد سب کفریات کا ہے۔ حدیث صحیحہ مسلم  
میں ہے جو شخص مرے لا اِلهَ اِلَّا اللہ جانتا ہو بہشت میں داخل  
ہوگا جس نے بموجب فرمان حضرت کے کوئی نیکی کی ہو۔ آخر  
بہشت میں جائے گا شفاعت ارحم الراحمین۔ دوزخ کے سات دروازے  
اسو اسٹے ہیں کہ آدمی کے اعضا عبادت کے بھی ساتھ ہیں  
ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ۔ کان۔ منہ۔ پیٹ۔ فرج۔ گنہگار مومنوں  
کو آگ ظاہر میں جلائیے گی۔ نہ باطن میں کفار کو ظاہر میں  
بھی باطن میں ہی جب بہشتی اور دوزخی اپنے اپنے لگالے  
جائیں گے تو عشر والی زمین دوزخ بن جائیگی اور سات آسمان  
دوزخ میں ہونگے۔ سب تارے اور سورج اور چاند دوزخ

میں ہونگے یعنی دوزخ اٹھویں آسمان کے مقرب تک پونچ جائیگا  
قیامت جمعہ کے روز ہوگی۔ جب وہ دن گذر جائیگا۔ تو رات  
آویگی۔ وہ رات دوزخ میں ہمیشہ رہیگی۔ صبح نہ ہوگی۔ جیسا کہ  
میں رات نہ ہوگی قیامت کے دن کا نام خدا نے لوح العقیقہ کہا کہ  
عقیقہ اس کو کہتے ہیں جسکی اولاد نہ ہو۔ اس دن کے بعد  
کوئی دن نہ ہوگا۔ جب دوزخی بہشتی اپنے بہشت دوزخ میں داخل  
ہو ورن گے تو موت کو صورت میڈے کی لاویں گے۔ درمیان  
بہشت و دوزخ کے حضرت یحییٰ و یونس کو بھیج کرینگے۔ منادی ندا کرے گا  
کہ اے اہل جنت و اہل نار اب کسی کو موت نہ ہوگی۔ جنتی  
خوش ہو جائیں گے۔ دوزخی زیادہ غم میں ہونگے۔ جنت میں  
سورج اور چاند نہ ہوگا۔ اور گرمی اور سردی نہ ہوگی۔ ساٹھان  
عرش سے انوار ظاہر ہونگے۔ کوئی مثل روشنی چاند کے اور  
کوئی مثل سورج کے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیک لوگ جنت  
میں ہمیشہ رہیں گے۔ جب تک آسمان اور زمین ہیں الا ماشاء  
ربک۔ مگر حبیب چاہے رب تیرا۔ اب اس ہستنا کے  
کیا معنی ہیں۔ یعنی نیک لوگ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔  
جب تک آسمان و زمین بہشت کے یعنی نعمت لطیف  
زیادہ نعمتیں جنت جو آنکھ کے نہیں دیکھیں۔ نہ کان سنی  
نہ کسی کے دل پر گزرین یعنی رضا مندی خدا تعالیٰ اور نظر  
بوسے وجہ اللہ کریم کے یہ نعمتیں بہشت سے زیادہ ہیں یہ  
بہشت سے مستثنیٰ ہیں۔ اور دوزخیوں کے واسطے بھی ایسا  
ہی لفظ آیا ہے۔ الا ماشاء ربک۔ یعنی ان کے بھی اندرون



عذاب غضب الہی کے دوزخ کے ظاہری عذاب زیادہ ہونگے ان دو آیتوں کے معنوں میں علماء بس زیادہ تفسیریں کیں ہیں۔ سب ضعیف ہیں۔ یہ صحیح ہے جو مرقوم ہوئی خوش لذات اہل بہشت کی لذات دنیا سے زیادہ ہونگے۔ لذات دنیا میں جس سے ہین صی خیالی۔ عقلی بہشت میں اللہ تعالیٰ اہل بہشت کو اسلے اور اور قوتیں پیدا کرے گا جن سے لذات محفیہ از چشم گوش و دل معلوم کریں گے۔ لذت جیسے جیسی لذت کہانی پینے کی اور حلاوت کی اور لذت خیالی جیسے لذت خواب کی۔ یہ لذت بہشت میں نہ ہوگی کیونکہ بہشت میں نین نہیں ہوگی قیامت کا نام حاقہ ہے۔ جو بات و مان ہوگی۔ سچی ہوگی خیالی وہی نہ ہوگی۔ خیالات ہمت ہوتے ہیں اور لذت عقلیہ بھی ایسی ہی ہے جیسے کہ لذت فہم کی علم کی جیسا مسئلہ مشکل معلوم ہو جاوے۔ لذت عقلی پیدا ہوتی ہے جیسا امام ابو حنیفہ نے فرمایا۔ کہ اگر بادشاہوں کو ہماری لذت کی خبر ہوئی۔ تو ہم سے اگر جنگ کرتے عقل جو ہوگی دوزخ میں ہوگی اور بہشتی لذت دایمی میں ہوگی۔ جو لذت میں ان کو حاصل ہونگی وہم اور فکر کی حاجت کوئی نہیں جو کہانیں سنیں وہ پسینہ کے ذریعہ نکل جائیگا۔ بول برا نہ ہوگا۔ تین ظاہر فرمائی نے فرمایا۔ کہ میں نے ایک عورت دیکھی جس کا نام عائشہ تھا در پر کنہ شہر نور۔ تین برس تک اس کو بول برا کی حاجت نہیں ہوئی تھی جب دنیا میں کا بلین کو ایسا دیکھی ہیں باوجودیکہ کہانے کیفیت کی اور پانی ناگوار اور گندیدگی

مستاج بول برا کے نہیں ہوتے۔ جو کچھ پیغمبروں نے اہل جنت کی خبریں دی ہیں۔ باوجودیکہ کھانے پینے کے ان کو بول برا کی حاجت نہیں ہووے گی۔ اس میں کوئی جاسے شک اور تردد کی نہیں ان میوحات کے نام دنیا کے میوحات کے نام دنیا کے میوحات کے نام ہیں۔ لیکن لذت میں اسلے ہیں۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ کہ جو امد تعلق نے جنت کی چیزوں کے نام فرما سے ہیں۔ ہم انکی حقیقتوں سے واقف نہیں جیسا جنت میں مومن کو کسی چیز کی خواہش ہوگی۔ تو چٹ وہ چیز پیدا ہو جائیگی۔ حتیٰ کہ اگر چاہے گا کہ لڑکا پیدا ہو۔ فوراً پیدا ہو جائیگا۔ غرضیکہ نفوس دنیا میں تابع شہوات کے ہیں۔ اور اہل جنت کے شہوات تابع نفوس کے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَلَكُمْ فِيهَا النِّسَاءُ الْفَتَاتُ۔ یعنی واسطے تمہارے بہشت میں جو جی چاہے۔ اہل جنت چار قسم ہیں۔ پیغمبر۔ اولیا۔ علما۔ مومنین جب یہ سب لوگ جمع ہوں گے روز جس کا نام جنت میں یوم المزد ہے۔ جنت عدن میں میدان کیشیا میں جمع ہونگے۔ تو پیغمبر منبروں پر بیٹھیں گے۔ اور اولیا تحت پوشون پر اور علما کرسیوں پر۔ اور مومنین مقلدون گدیوں پر سوال حدیث شریف میں وارد ہے کہ تشر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں داخل ہووے گے۔ یہ کون لوگ ہوں گے (چچو الہی) وہ لوگ ہوں گے۔ جو دنیا میں ان کے خیال میں



یہ نہیں تھا کہ بہشت میں داخل ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَبِذَلِكُمْ مِنَ اللَّهِ مَالُهُ لِيَكُونَ لِوَالِجْتَنَابِ بَنِي إِسْرَءِيلَ ان کے واسطے اللہ تعالیٰ سے وہ کچھ ظاہر ہوگا جس کا گمان بھی نہیں کرتے تھے۔ جو اہل صلوٰۃ ہوگا۔ وہ باب صلوٰۃ سے داخل ہوگا۔ جو اہل جہاد سے ہوگا۔ وہ باب جہاد سے داخل ہوگا جو صدقہ دینے والا ہوگا۔ وہ باب صدقہ سے داخل ہوگا۔ روزہ رکھنے والے باب ربان سے۔ صدیق اکبر نے عرض کیا۔ کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جو سب دروازوں سے داخل ہو حضرت نے فرمایا ہاں مجھ کو امید ہے کہ تو ان میں سے ہوگا۔ یعنی اللہ تعالیٰ سب کو بیکارگی نہ افرماوے گا کہ اس اس دروازے سے داخل ہو۔ کوئی ایک دروازے سے داخل ہوگا۔ کوئی دو دروازوں سے۔ کوئی تین سے۔ کوئی پانچ سے۔ کوئی چھ سے۔ کوئی سات سے۔ کوئی آٹھ سے ایک ان میں۔ تو خلیج اس مطلب کی یہ ہے آدمیوں کے اعضاء تکلیف آٹھ ہیں۔ ہر ایک عضو سے ایک نیکی ہوتی ہے۔ جس پر وہ نیکی غالب ہو۔ وہ اس دروازے سے داخل ہو۔ کسی پر دو نیکیاں غالب ہوتی ہیں۔ کیسی پر تین۔ کیسی پر سب جو سب اعضاء سے برابر نیکی کرتے والا ہے۔ وہ آٹھ دروازوں سے داخل ہوگا اس شخص کے سے معلوم ہوا ایک شخص ان وحد میں مقامات مختلفہ میں موجود ہو سکتا ہے اہل کشف اس کو جانتے ہیں۔ اہل عقل اس کے مستحکم

سوال جنات معنوی بھی ہوں گے۔ یا نہیں جواب ہاں ہوں گے۔ جیسے کہ دنیا میں دو عالم ہیں۔ ایک عالم لطیف ایک عالم کثیف۔ عالم لطیف کا نام عالم غیب ہے عالم کثیف کا عالم شہادت و روح کے واسطے جنت معنوی ہے یعنی عالم معارف بنظر و فکر اور اس کے واسطے لذات اور شہوات بھی ہیں۔ جو بواسطہ نفس حیوانی کے اور قوت ظاہر ماتا ہے۔ کہ جیسا کھانا پینا۔ نکاح۔ لباس۔ خوشبو۔ خوش آوازیں۔ صورتیں نیک۔ سوال جنات محسوس اور معنوی کہاں کہاں سے پیدا ہوئے۔ مادہ ان کا کیا ہے جواب جنات محسوس کا مادہ رضاء اللہ ہے۔ جنت معنوی کا مادہ۔ روح جنت محسوس کی ہے۔ فرحت الہی سے پیدا ہوا۔ جنت محسوس مثل جسم کے ہے اور جنت معنوی مثل روح جنت محسوس کے حدیث میں وارد ہے۔ کہ جنت چار اصحاب کا مشاق ہے ایک حضرت علی۔ دوسرا سلمان بنی عمار۔ چوتھا بلال کا اس حدیث میں رفر ہے۔ ان چار ناموں کے معنی جسمیں پائے جائیں۔ ان کا مشاق ہے۔ بلال کے معنی اچھا ہونا بیمار کا۔ سلمان کے معنی سلام امرات سے عمار کے معنی آبادی کرنے والا جنت کا نزوال الم شوق اور غم کے معنی جو عالی ہمت ہو آگ پر۔ ان اوصاف کے آدمی جنت کے معشوق ہیں۔ عرض آدمی چار قسم ہیں۔ ایک قسم تو بہشت



کے عاشق ہیں۔ اور بہشت ان کا عاشق ہے۔ جیسے رسل  
انبیاء اولیا کامل قسم دوم جنت ان کا عاشق ہے۔ وہ  
جنت کے عاشق نہیں جیسے مردان خدا جو اللہ کے جلال  
میں فانی ہیں۔ جنت کے دیکھنے سے محجوب ہیں۔ یہ  
پہلی قسم سے کم درجہ کے ہیں۔ یہ مدہوش ہیں۔ یہ  
اپنی حقیقت سے ناواقف ہیں اور تیسری قسم بہشت کے  
عاشق ہیں۔ بہشت ان کا عاشق نہیں۔ جیسے گنہگار مومن  
جو تہی قسم کے بہشت کو نہیں چاہتے۔ نہ بہشت ان کو چاہتا  
ہے جیسے منکران قیامت اور منکران بہشت محسوس  
کل بہشت تین قسم کے ہیں۔ ایک جنت اختصاص۔ دوسرا  
جنت میراث۔ تیسرا جنت اعمال۔ جنت اختصاص وہ  
ہے۔ جس میں لڑکے نابالغ اور انبیاء داخل ہووین گئے۔  
کہ حد بلوغ تک نہیں پونچے۔ اور اہل توحید جو  
در زمانے قدرت حضرت سے پہلے توحید فطری پر وفات  
پاگئے۔ اور اہل جنت میراث کے وہ لوگ ہیں۔ جو ان  
مکانون میں رہتے تھے۔ جو منکرون کے ساتھ بدلائل  
مقابلہ کرتے تھے۔ جنت اعمال میں وہ لوگ ہون گئے  
جنہوں نے عمل نیک کئے۔ جنت اعمال میں سو درجہ ہوگا  
سبب جنات سے اعلیٰ جنت عدن ہے متصل اس کے  
جنت فردوس ہے متصل اس کے جنت علیہ ہے اور متصل اس کے جنت لغیم ہے  
اور متصل اس کے جنت ماوی ہے اور متصل اس کے  
دارالسلام ہے اور متصل اس کے دارالمقام ہے



آئے جاتے ہے یہی وقت معلوم ہو جائے گا۔ غذا انسان کے بدن میں ہر وقت تحلیل ہوتا ہے۔ جب ختم ہو جاتا ہے۔ تو دوسری غذا کی حاجت ہوتی ہے۔ ایسا ہی جنت میں غذا تحلیل ہوتی جائیگی۔ تو دوسری کے طالب ہون گے۔ غذا حاضر کی جائیگی۔ سوال۔ کشب البصر لینے ٹیلہ سفید جہان جمعہ کے روز یعنی یوم المیزید میں جمع خلائیوں کا ہو گا۔ وہ کیا ہے (جواب) سفید کستوری کا ہو گا جہان ملائکہ منبر پیغیرون کے واسطے اور تحت پور اولیاءون کے واسطے کرسیان علماء کے واسطے۔ اور گردیلے مومنون کے واسطے سجھائینگے۔ وہ دربار شاہی کا مقام ہے۔ جہان خواص لوگ داخل ہوتے ہیں عوام لوگ برائے زیارت جاوین گے۔ جب سب اپنے اپنے مراتب میں بیٹھینگے۔ تو حق تعالیٰ ان کو اپنے دیدار کے واسطے بلائے گا۔ تو سب لوگ بقدر مراتب مسارعت بسوے عبادات دروینا جائینگے جو دنیا میں عبادت کے واسطے تیز جاتا ہے وہ تیز جائے گا جو آہستہ جاتا ہے وہ آہستہ جائے گا اور وہ اس طرح کے ہونگے۔ کہ ہر ایک شخص اپنے اپنے مرتبہ کو شناخت کرے گا خدا تعالیٰ کی تجلی ہوگی۔ ہر ایک اس تجلی سے موافق اعتقاد اپنے کے نور پاویگا جب خدا تعالیٰ کو دیکھیں گے جس نے دنیا میں ہر تجلی خدا کی پہچانے ہے۔ وہ سب تجلیات

خدا کو دیکھے گا۔ اور جس نے ایک تجلی یا دو تجلی پہچانے ہیں وہی تجلی دیکھے گا۔ جب تجلی ہوگی۔ تو بعضے لوگ آنکھوں سے دیکھیں گے۔ اور بعضے سارے بدن سے بعضے سارے چہرے سے۔ انبیاء اور ان کے وارث سارے بدن سے درمیان اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حجاب عظیم کا ہو گا بقدر طاقت کے۔ اللہ کے نور کو احاطہ کوئی نہ کر سکے گا۔ اللہ کا نور بصارت کو قائم نہیں ہونے دیتا۔ ذات احاطہ سے باہر ہے۔ وہ دیدار ذاتی ہے۔ جس قدر فوق ہو گا اسی قدر وصل ہو گا۔ رسول دلو الغرم جنکو حکم جہاد اور قتال کا ساتھ فجار اور کفار کے موجب کفار نے تبلیغ رسالت کا انکار کیا یہ مرتبہ اولو الغرمی کا بعد نبوت اور رسالت عطا ہوتا ہی بحالت نبوت تبلیغ ضروری نہیں اور بحالت رسالت تبلیغ ضروری ہی قتال ضروری نہیں اور بحالت اولو الغرمی قتال ضروری ہے۔ مدارک میں ہے کہ اسامی شریفہ اولو الغرم وہی ہیں جو سورۃ احزاب میں ہیں۔  
 نوح۔ ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعضوں کا قول ہے کہ آٹھ ہیں۔ نوح۔ ابراہیم۔ یعقوب و یوسف و ایوب۔ موسیٰ و داؤد۔ عیسیٰ و حضرت اور خاتم وہی ہے کہ جامع ہو نبوت کا اور رسالت کا اور اولو الغرمی کا اور بعد اوسکو نبی کا آنا ناممکن ہو اور دین اولیٰ کا منسوخ ہو سکی بلکہ مؤبد مغلد ہے۔ عن ابنیاء ایک کہ جو ہیں ہزار ہیں اور رسول مین تئویرہ میں الغرم کوئی پانچ کہنا ہے کوئی آٹھ کوئی نو کوئی اٹھ بارہ۔



# فہرست رسالہ عقد الفرائد و بیان احسن العقاید حصہ دوم

صفحہ	سطر	مضامین	صفحہ	سطر	مضامین
۲	۱	عقیدہ ثبوت رسالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و در بیان افضلیت	۲۹	۵	عقیدہ ۳۹ مجمع الائمہ جعفرین بارائستہ پرہیز اور اللہ کریم نے اوتنے اجتہاد پر اجماع کیا ہے اگرچہ دو شیخ طحاوی و شیخ ابو
۷	۱۷	عقیدہ ثبوت نبوت اور رسالت کا اور فرق ان میں اوتنے	۳۱	۱۷	عقیدہ ۴۰ بیان معراج سجد مبارک عقیدہ ۴۱ حضرت علی علیہ السلام
۸	۱۲	عقیدہ ۴۲ بیان معراج سجد مبارک	۳۲	۱۱	عقیدہ ۴۳ بیان اسلام اور ایمان یہ دونوں متلازم ہیں
۱۳	۱۱	عقیدہ ۴۴ حضرت علی علیہ السلام	۳۳	۱۲	عقیدہ ۴۵ در حقیقت احسان احسان کی یہ ہے کہ بندہ اپنے رب کی عبادت سطر چھڑکے کہ خیرا اوسکو دیکھتا ہے۔
۱۴	۲۲	عقیدہ ۴۵ حضرت علی علیہ السلام	۳۵	۱۶	عقیدہ ۴۶ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ کناجا یزید یا نہیں۔
۱۵	۸	عقیدہ ۴۶ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۳۶	۴۶	عقیدہ ۴۷ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ
۱۶	۸	عقیدہ ۴۷ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۳۸	۱۲	عقیدہ ۴۸ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ
۲۰	۱۸	عقیدہ ۴۸ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۴۰	۱	عقیدہ ۴۹ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ
۲۲	۱۵	عقیدہ ۴۹ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۴۱	۱۷	عقیدہ ۵۰ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ
۲۳	۹	عقیدہ ۵۰ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۴۲	۲۱	عقیدہ ۵۱ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ
۲۴	۲۱	عقیدہ ۵۱ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۴۳	۲۵	عقیدہ ۵۲ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ
۲۵	۹	عقیدہ ۵۲ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۴۴	۱۳	عقیدہ ۵۳ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ
۲۶	۲۱	عقیدہ ۵۳ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۴۵	۱۵	عقیدہ ۵۴ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ
۲۷	۱۷	عقیدہ ۵۴ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۴۶	۱۵	عقیدہ ۵۵ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ
۲۸	۱۰	عقیدہ ۵۵ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۴۷	۱۶	عقیدہ ۵۶ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ
		عقیدہ ۵۷ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۴۸	۱۵	عقیدہ ۵۸ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ
		عقیدہ ۵۸ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۴۹	۵۹	عقیدہ ۵۹ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ
		عقیدہ ۵۹ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ	۵۰	۶۰	عقیدہ ۶۰ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ

عقیدہ ۱ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۲ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۳ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۴ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۵ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۶ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۷ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۸ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۹ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۱۰ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۱۱ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۱۲ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۱۳ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۱۴ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۱۵ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۱۶ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۱۷ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۱۸ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۱۹ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۲۰ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۲۱ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۲۲ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۲۳ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۲۴ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۲۵ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۲۶ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۲۷ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۲۸ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۲۹ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۳۰ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۳۱ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۳۲ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۳۳ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۳۴ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۳۵ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۳۶ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۳۷ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۳۸ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۳۹ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۴۰ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۴۱ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۴۲ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۴۳ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۴۴ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۴۵ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۴۶ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۴۷ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۴۸ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۴۹ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۵۰ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۵۱ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۵۲ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۵۳ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۵۴ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۵۵ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۵۶ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۵۷ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۵۸ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۵۹ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ  
عقیدہ ۶۰ امام ائمہ حسن و انشاء اللہ